امام احمد رضا پر
الزامِ تشدُّد کا تنقیدی جائزہ

Scanned by CamScanner

محمد مزمل رضوی سناور

متعلم: جامعہ حنفیہ سنیہ مالیگاؤں

بہ فیض: تاج دار اہل سنت مفتی اعظم علامہ محمد مصطفیٰ رضا نوری علیہ الرحمہ و حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی

امام احمد رضا پر
الزام تشدُّد کا تنقیدی جائزہ

مولانا محمد اسلم رضا قادری اشفاقی
09461380418

اشاعت بموقع: سنی تعلیمی کانفرنس [۱۸، ۱۹ شعبان ۱۴۳۶ھ / ۶، ۷ جون ۲۰۱۵ء]
[آل راجستھان سنی تبلیغی جماعت باسنی]

ناشرین
سنی تبلیغی جماعت باسنی، ناگور شریف
نوری مشن مالیگاؤں، مہاراشٹر

Scanned by CamScanner

سلسلۂ اشاعت نمبر:۴۳

نام کتاب : امام احمد رضا پر الزام تشدد کا تنقیدی جائزہ

مصنف : مولانا محمد اسلم رضا قادری اشفاقی (09461380418)

نظر ثانی : جانشین مفتی اعظم راجستھان حضرت علامہ مفتی شیر محمد خان صاحب قبلہ رضوی، جودھ پور (راجستھان)

کمپوزنگ : مصنف از خود

اشاعت بموقع : آل راجستھان دسویں دوروزہ سہ سالہ ''سنی تعلیمی کانفرنس''
[منعقدہ: ۱۸،۱۹ شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ/ مطابق ۶،۷ جون ۲۰۱۵ء]

تعداد : ۱۱۰۰

صفحات : ۷۲

سن اشاعت : ۱۴۳۶ھ/۲۰۱۵ء

منجانب : ہمدرد قوم وملت الحاج محمد سلیم اشرفی صاحب چھاؤنی والے
صدر ناگوری قومی جماعت باسنی، ناگور شریف (راجستھان)

ناشرین : سنی تبلیغی جماعت باسنی، ناگور شریف
نوری مشن مالیگاؤں، مہاراشٹر gmrazvi92@gmail.com
m.aslam_qadri@yahoo.com,maashfaqi786@gmail.com

مشمولات

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شرفِ انتساب

- شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری رضوی علیہ الرحمہ، خانقاہِ عالیہ رضویہ بریلی شریف (یوپی)
- شہزادۂ اعلیٰ حضرت، تاجدارِ اہلِ سنت، مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری علیہ الرحمہ، خانقاہِ عالیہ رضویہ بریلی شریف (یوپی)
- حضور شیخ طریقت، نعیم الاصفیاء حضرت علامہ الشاہ سید محمد نعیم اشرف قبلہ اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ، خانقاہِ عالیہ احمدیہ اشرفیہ، جائس شریف (یوپی)

گر قبول افتد زہے عز و شرف

محمد اسلم رضا قادری اشفاقی
مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ، باسنی، ناگور شریف
۲ر رجب المرجب ۱۴۳۶ھ/۲۲ر اپریل ۲۰۱۵ء

مکتوبِ گرامی

جانشین حضور مفتی اعظم راجستھان، شیر راجستھان حضرت علامہ مفتی شیر محمد خان صاحب قبلہ رضوی
شیخ الحدیث وصدر المدرسین دار العلوم اسحاقیہ جودھ پور (راجستھان)

عزیز القدر مولانا محمد اسلم رضا قادری اشفاقی سلمہٗ الباری
السلام علیکم ورحمۃ اللہ!
مزاج بخیر باد!
آپ کے ہر دو مقالے:
(۱) امام احمد رضا پر الزام تشدُّد کا تنقیدی جائزہ
(۲) مکتوباتِ امام ربانی پر امام احمد رضا کے ایمان افروز تبصرے
دونوں عنوانات پر آپ کا فکر انگیز تجزیہ وتبصرہ قابلِ تحسین وانبساط ہے، حزبِ مخالف نے سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ پر اپنی فطری شقاوت کے تحت تشدُّد کا الزام لگایا ہے جو درحقیقت -تشدُّد- نہیں بلکہ علمی گرفت ہے، جو ان باغیانِ رسول کو متنبہ کرنے کے لئے کی گئی تھی تاکہ یہ گستاخانِ رسول اپنی حماقتوں سے تائب ہوکر راہِ راست پر آجائیں -گر قسمت یاوری کند- اور بعض فکرِ دیوبند کے حامل کم ظرف مولویوں نے علمائے نقش بند کو ورغلانے اور اہلِ عقیدت کو گمراہ کرنے کے لئے یہ شوشہ بھی چھوڑا کہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے امام ربانی علیہ الرحمہ پر بھی بعض اقوال کو لے کر گرفت کی ہے۔ اس نوع کے تمام خرافات ولغو ایرادات کا مولانا موصوف نے خوش اسلوبی کے ساتھ دلائل وبراہین کی روشنی میں جوابات دے کر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی امام ربانی علیہ الرحمہ سے قلبی عقیدت کو واضح کیا، اور اہلِ دیابنہ کے لغو الزامات کا علمی انداز میں دفاع کیا ہے۔
اللہ رب العزت امام ربانی علیہ الرحمہ اور امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی روحانیت کے صدقہ میں سنیت کو فروغ بخشے، اور اہلِ حق کے درمیان میل ومحبت کے جذبات کو استحکام بخشے۔ آمین

والسلام
شیر محمد خان رضوی، دار العلوم اسحاقیہ، جودھ پور (راجستھان)
۱۹ر اپریل ۲۰۱۵ء

Scanned by CamScanner

تاثرات

پیکرِ اخلاص حضرت علامہ حافظ محمد اکبر حسین صاحب قبلہ رضوی، خازن سنی تبلیغی جماعت باسنی، ناگور شریف

اعلیٰ حضرت امام عشق ومحبت مجدِ د دین وملت سیدنا امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ستودہ صفات محتاجِ تعارف نہیں، آپ کے عشق وعرفان اور آپ کی صفاتِ عالیہ کے بارے میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ اوران شاء اللہ جوں جوں فکر وشعور بیدار ہوگا لکھا جاتا رہے گا۔ پروردگار عالم نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے انہیں یگانۂ روزگار بنایا تھا، آپ کی عبقری شخصیت اورآپ کے تجدیدی کارناموں اور گوناگوں خوبیوں پر لکھتے چلے جائیں طبیعتیں سیراب نہیں ہوتیں، بلکہ تشنگی میں اوراضافہ ہوگا۔ لوگوں نے امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تشدُّ د اورغلوکا الزام لگا کر آپ کی شخصیت کو مجروح اورداغدار کرنے کی بھرپور کوششیں کیں اگر منصفانہ طور پر تعصب کی عینک اتار کر دیکھا جائے تو حقیقت یہی کہتی نظر آئے گی؛ جسے لوگ اعلیٰ حضرت کا تشدُّ د کہتے ہیں وہ موصوف کا سچا۔ عشق رسول۔ ہے، وہ۔ فنافی الرسول۔ تھے۔ آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں ذرا سی تنقیص و بےادبی کو وہ برداشت کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ فرماتے ہیں ؎

اللہ کی سرتا بقدم شان ہیں یہ ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا اِسی عشق ووفا کو عام کرنا چاہتے تھے وہ اتباعِ سنت اور پیروی شریعت میں اپنی مثال آپ تھے، وہ پُر تشدُّ د کیسے ہوسکتے تھے؟ بعض شرپسندوں نے امام عشق ومحبت پر تکفیری فتووٰں کا الزام لگایا، حالانکہ اعلیٰ حضرت کی شخصیت کو بنظر غائر دیکھا جائے اورآپ کی تصانیف کی منصفانہ طور پر ورق گردانی کی جائے تو قاری پر واضح ہوجائے گا کہ اعلیٰ حضرت تکفیر کے مسئلے میں بہت ہی محتاط تھے۔ خودارشاد فرماتے ہیں: ’’تکفیر اہلِ قبلہ واصحابِ کلمۂ طیبہ میں جرأت وجسارت محض جہالت، بلکہ سخت آفت، جس میں وبال عظیم ونکال کا صریح اندیشہ، والعیاذ باللہ رب العالمین۔ فرض قطعی ہے کہ اہلِ کلمہ کے ہر قول وفعل کو اگرچہ بظاہر کیسا ہی شنیع وفظیع ہو حتی الامکان کفر سے بچائیں، اگر کوئی ضعیف سی ضعیف، نحیف سی نحیف تاویل پیدا ہو جس کی رو سے حکم اسلام نکل سکتا ہو تو اسی کی طرف جائیں۔‘‘ (فتاویٰ رضویہ، ص:۵۹۶، جلد۵)

لیکن جہاں صراحت کے ساتھ تکفیری کلمات ثابت ہوں اور جہاں تاویل کی گنجائش نہ

ہو وہاں تاویل ہرگز مسموع نہ ہوگی، اعلیٰ حضرت نے ہمیشہ اِسی فکر ونظر کو جابجا عام کرتے ہوئے مسلمانوں کو بدعقیدگی اور بےعملی و بےراہ روی سے بچانے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ اعلیٰ حضرت جماعت اہل سنت کے پاسبان تھے جن کی طبیعت رفق وتیسیر سے پُر اور تشدُّ د سے بالکل دور تھی۔

عزیز محترم حضرت مولانا محمد اسلم رضا قادری اشفاقی صاحب نے اعلیٰ حضرت کے اِسی نظریہ کو تحقیقی پہلو سے مدلل ومفصل ثابت کرنے کی سعیِ بلیغ فرمائی ہے، اوراعلیٰ حضرت پر تشدُّ د وغلو کی الزام تراشی کا مدلل اورکافی وصافی جواب دے کر عوام اہل سنت کی رہنمائی فرمائی ہے، عزیز محترم کا قلم بہت ہی پاکیزہ، شستہ وستھرا ہے، آپ نے مختلف عنادین پر کتابیں تحریر کرکے اہل قلم حضرات کی صف میں اچھا مقام حاصل کرلیا ہے۔ مصنف فاضل نوجوان اپنے پدر بزرگوار حضرت مولانا مفتی ولی محمد صاحب کی طرح سرگرم مطالعہ ہیں، مضامین کی تلاش وجستجو ان کا وطیرہ ہے، حاصل مطالعہ مسائل شرعیہ ہوں یا بزرگان دین کے حالات زندگی وخدمات دین متین وقتاً فوقتاً کتابی یا پوسٹر کی شکل میں پیش کرنے کی سعادتیں حاصل کرتے رہتے ہیں۔ رب بےنیاز کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ عزیز موصوف کو صحت وعافیت کے ساتھ زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے اوران کے علم وعمل میں خوب برکتیں عطا فرمائے، آمین۔

حافظ محمد اکبر حسین رضوی
مدینہ مسجد باسنی
۳؍رجب المرجب ۱۴۳۶ھ

Scanned by CamScanner

اظہارِ خیال

محترم غلام مصطفیٰ صاحب رضوی، نوری مشن مالیگاؤں

اسلامی حسنِ اخلاق کا اعلیٰ نمونہ ہر دور میں خاصانِ خدا نے پیش کر کے اصلاح کا فریضہ انجام دیا۔ انھیں شخصیات میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی ہیں جن کے کردار کی عظمت، افکار کی مہک، باطن کی چمک، ظاہر کی دمک سے کثیر افراد کی تطہیرِ قلب ونگاہ ہوئی۔ اقبالؔ نے بندۂ مومن کی جو شان وخوبی بتائی ہے اس کے آپ مظہر تھے۔

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم رزم گاہِ حق وباطل ہو تو فولاد ہے مومن

اس کی جلوہ گری بارگاہِ امام احمد رضا محدث بریلوی میں خوب دیکھنے کو ملتی ہے۔ آپ کی تحریرات وتحقیقاتِ عالیہ میں ہر دو خصوصیات موجود ہیں۔ عامۃ المسلمین کے لیے بڑی نرمی، شفقت ومروت، رحمت ورأفت سے کام لیتے ہیں، ایمان کی درستی، اعمال کی اصلاح کی ترغیب ایسے پیارے اندازِ تخاطب سے دیتے ہیں کہ بات دل میں اترتی ہے، اور فکر کو مہمیز کرتی ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی تحریرات پڑھیے۔ تشدد کا الزام لگانے والے مطالعہ نہیں کرتے۔ وہ اگر مطالعہ کیے ہوتے تو دل کی دنیا بدلی محسوس ہوتی۔ اور خود کی اصلاح پر مجبور ہوتے۔ لیکن افسوس کہ بجائے مطالعہ کے سُنی سنائی پر یقین کر لینا عام ہو گیا ہے۔ جب کہ بغیر تحقیق کسی اڑائی پر کان دھرنا اہلِ علم کا وطیرہ نہیں۔

امام احمد رضا کی تحریرات میں جس خلوص کے ساتھ اصلاحِ عقائد واعمال کی دعوت دی گئی ہے؛ وہ محبت واخوت کی داعی ہے۔ آپ کہیں اے میرے عزیز! کہہ کر تخاطب فرماتے، کہیں جانِ برادر اور پیارے بھائیو! کہہ کر دعوتِ فکر دیتے ہیں۔ غور کیجئے کہ جس کے انداز میں شفقت ہو، نرمی وملاحت ہو اس کے دردِ دل واخلاص کا کیا عالم ہوگا۔

امام احمد رضا محدث بریلوی نے بعض افراد پر ان کی گستاخیوں کی بنا پر سخت احکام عائد کیے اس لیے کہ شریعت کا وہی تقاضا تھا۔ آپ اس سلسلے میں مولانا اسلم رضا قادری کی پیشِ نظر کتاب میں متعدد مثالیں ملاحظہ کریں گے۔ دلائل سے آراستہ اس کتاب میں امام احمد رضا محدث بریلوی کی اخلاقی عظمت، نرمی وشفقت وملاحت ومروت واپنائیت کے درجنوں گوشے مولانا اسلم رضا قادری صاحب نے سنجیدہ ومتین انداز میں پیش کیے ہیں۔ موصوف کی کئی تحریریں منصۂ شہود پر آ چکی ہیں۔ تحریر وتحقیق کا وافر ذوق پایا ہے، بلاشبہہ یہ سب والد ماجد مفتی ولی محمد رضوی مدظلہ العالی کی تربیت کا فیض ہے۔

اللہ کریم اس تحریر کو قبول ومقبول فرمائے۔ اس کا مطالعہ ذہن وفکر کی اصلاح کا سبب بنے اور دل کی دنیا خوش گوار انقلاب سے مہک مہک اُٹھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری یہ بات

مولانا محمد اسلم رضا قادری اشفاقی

امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کی پوری زندگی قومِ مسلم کی دینی وملی وسماجی اور معاشرتی صلاح وفلاح اور اُس کی ہر اعتبار سے رہنمائی ودستگیری سے مَشغُون ہے، جب آپ اُن کے کتب وفتاویٰ ورسائل اور ہزاروں صفحات پر مشتمل اُن کا علمی وفقہی اور دینی ومذہبی سرمایہ مطالعہ کریں گے تو محسوس ہوگا کہ امام احمد رضا قوم وملت کے کیسے مخلص، ہمدرد، خیر خواہ اور سچے عاشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام ہے۔ مگر تاریخ میں ملت کے ایسے عظیم سپوت کو کیسے باور کرا گیا، اور کیسے کیسے بے بنیاد الزامات واتہامات لگا کر ان کی مبارک ومحترم شخصیت کو پس پردہ ڈالنے کی ناز یبا کوشش کرتے ہوئے آپ کی دینی وفقہی اور مذہبی خدماتِ جلیلہ کو بھلانے کی سازشیں کی گئیں۔ لیکن جب جعل سازیوں کا پردہ فاش ہوا، برسوں کا جما ہوا گرد چھٹا، تو اُن کا جمالِ علم وفن اور کمالِ عشق وعرفان ایسا نکھر کر سامنے آیا کہ پڑھنے والوں کی آنکھیں روشن ہو گئیں، اور آج لاکھوں افراد واشخاص ان کے دیوانے اور فرزانے بن کر مسلکِ اہلِ سنت وجماعت (مسلکِ اعلیٰ حضرت) کے داعی وترجمان وپاسبان بن کر اپنی حیات کو گذار رہے ہیں۔ اور حاسدین کی عقلیں حیران ہیں کہ- جسے جتنا دبایا گیا تھا وہ اتنا ہی چمک رہا ہے- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ.

آج جگہ جگہ ان کے نام کی بزم سجائی جارہی ہیں، ہندو بیرونِ ہند بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں ان کی دینی ومذہبی اور قومی وملی خدمات پر پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگریاں تفویض کی جارہی ہیں اور ایم۔ فل کے مقالات لکھے جارہے ہیں۔ آپ کی تحقیقاتِ علمیہ وفقہیہ کو بیان کیا جارہا ہے، آخر یہ سب مقبولیت اُنہیں کیسے حاصل ہوگئی؟ علمی دنیا میں وہ اتنے کیوں معروف ہوئے؟ جب آپ اِس حقیقت کا امعانِ نظر کے ساتھ مطالعہ کریں گے تو آپ کے سامنے امام احمد رضا کی حیات کا وہ نقشِ جمیل نکھر کر سامنے آئے گا جسے پس پشت ڈالنے کے لئے اُن پر بے بنیاد الزامات لگائے گئے۔ اُنھی الزامات میں سے ایک اُن کی شدّت پسندی اور سخت گیری بتایا گیا، کہ وہ بڑے سخت مزاج تھے، بات بات پر کفر وشرک کے فتوے دیتے اور مسلمانوں کو کافر بناتے تھے؟ معاذ اللّٰہ رب العالمین۔ لیکن جب آپ امام احمد رضا قدس سرہٗ کی مسئلۂ تکفیرِ مسلمین میں حد درجہ احتیاط کو پڑھیں گے تو آپ حیرت واستعجاب کے سمندر میں ڈوب جائیں گے۔ اِسی حقیقت کو اُجاگر کرنے کے لئے یہ کتاب تحریر کی گئی ہے تاکہ وہ لوگ عقل کے ناخن لیں جو بات بات پر امام احمد رضا قدس سرہٗ پر اِس قسم کے الزامات

Scanned by CamScanner

لگانے سے ذرا بھی شرم محسوس نہیں کرتے۔ نگاہِ بصیرت سے امام احمد رضا قدس سرہٗ کا یہ قول پڑھئے اور سوچئے کہ کیا اُن کی دشمنی کسی سے ذاتی عناد وتعصب کی بنیاد پر تھی یا اُن کی دشمنی کسی سے بھی خدا اور رسول جلّ وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت وعزت کے واسطے تھی؟ فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں۔ مولوی اشرف علی تھانوی کے نام اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں: ''الحمدللہ! اِس فقیر بارگاہِ عالب قدیر عزوجلّ جلالہٗ کے دل میں کسی شخص سے نہ ذاتی مخالفت نہ دنیوی خصومت، مجھے میرے سرکارِ ابد قرار حضور پُرنور سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے محض اپنے کرم سے اِس خدمت پر مامور فرمایا ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کو ایسوں کے حال سے خبردار رکھوں جو مسلمان کہلا کر اللہ واحد قہار جلّ جلالہٗ اور محمد رسول اللہ ماذون ومختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس پر حملہ کریں تاکہ میرے عوام بھائی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھولی بھالی بھیڑیں اِن ''ذیاب فی ثیاب'' کے جُبّوں، عماموں، مولویت، مشیخت کے مقدس ناموں قال اللہ، قال الرسول کے روغنی کلاموں سے دھوکے میں آکر شکارِ گرگاں خونخوار ہو کر معاذ اللہ سَقَر میں نہ گریں، یہ مبارک کام بحمدِ المنام اِس عاجز کی طاقت سے بدرجہا خوب تر وفُزوں تر ہوا، اور ہوتا ہے اور جب تک وہ چاہے گا ہوگا، ذٰلِکَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ. وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، اِس سے زیادہ نہ کچھ مقصود، نہ کسی کی سبّ وشتم وبہتان وافتراء کی پرواہ، میرے سرکار نے مجھے پہلے ہی سنا دیا تھا: وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ بے شک ضرور تم مخالفوں کی طرف سے بہت کچھ برا سنو گے اور اگر صبر وتقویٰ کرو تو وہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

الحمدللہ! یہ زبانی اِدعا نہیں میری تمام کارروائیاں اِس پر شاہدِ عدل ہیں، موافق اور مخالف سب دیکھ رہے ہیں کہ امرِ دین کے علاوہ جتنے ذاتی حملے مجھ پر ہوئے کسی کی اصلاً پرواہ نہ کی، امتحان فرمالیں، ان شاء اللہ العزیز! ذاتی حملوں پر کبھی التفات نہ ہوگا، سرکار سے مجھے یہ خدمت سپرد ہے کہ عزتِ سرکار کی حمایت کرو نہ کہ اپنی۔ میں تو خوش ہوں کہ جتنی دیر مجھے گالیاں دیتے، افتراء کرتے، برا کہتے ہیں اُتنی دیر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدگوئی، مَنْقَصَت جوئی سے غافل رہتے ہیں، میں چھاپ چکا اور پھر لکھتا ہوں میری آنکھ کی ٹھنڈک اِس میں ہے کہ میری اور میرے آبائے کرام کی آبروئیں عزتِ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے سِپَر ہیں۔ اَللّٰھُمَّ آمین''
(ابحاثِ اخیرہ، ص:۳،۴)

مزید مسلمانوں کی خیرخواہی سے متعلق واضح انداز میں لکھتے ہیں: ''میں جیسا ہوں اور جس حال میں ہوں مذہب اہلِ سنت کا ادنیٰ خدمت گار اور اپنے سنی بھائیوں کا خیرخواہ و دعاگو ہوں۔'' (فتاویٰ رضویہ، ص:۱۴۱، جلد،۱۲) کیا اس طرح سے مسلمانوں کی خیرخواہی اور ہمدردی چاہنے والا شخص بھی متشدِّد کہلانے کا مستحق ہے؟ الامان والحفیظ۔

آج اہلِ سنت وجماعت کو یہ کہہ کر بدنام کیا جارہا ہے کہ یہ صرف کشف وکرامات، عرس و چادر اور چلا والے ہیں، قرآن وحدیث پر صحیح معنیٰ میں ہم عمل کرتے ہیں، دیکھئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ اہلِ سنت وجماعت کے ماخذ ومراجع کے متعلق کتنے واضح انداز میں لکھتے ہیں: ''سنیوں کا مرجع وماوٰی ہر بات میں حدیث شریف وقرآن اشرف اور مقام شرح وتفسیر میں پیشوا ومقتدا کلماتِ اکابر سلف۔ اب جو ہم گل چیں نظر کو اِن باغوں میں اجازتِ گلِ گشت دیتے ہیں تو اشیائے متعددہ کو اس دائرہ کا مرکز پاتے ہیں۔'' (مطلع القمرین، ص:۱۰۱) اصطلاحِ سنیت کی ضرورت واہمیت کے متعلق لکھتے ہیں: ''سُنیت وہ پیارا پیارا، میٹھا میٹھا نام ہے کہ علانیہ اُس سے انکار بھی گوارا نہیں ہوتا۔'' (مرجع سابق، ص:۱۰۵)

ایسی بلند فکر وبصیرت کا حامل شخص بلاشبہ اہلِ سنت وجماعت کا محسن ورہنما اور مقتدیٰ ہی ہو سکتا ہے۔ جس کی رگ رگ میں اہلِ سنت وجماعت کا فروغ واستحکام رچا اور بسا ہوا تھا، جس کو اپنے ہر کام میں خدا اور رسول کی رضا وخوشنودی مقصود تھی۔ دیکھئے وہ کیا فرماتے ہیں ؎

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے ۔۔۔ ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروڑوں درود

یہ کتنا بڑا فریب اور جھوٹ ہے کہ امام احمد رضا نے اپنے پاس کفر کی مشین لگا رکھی تھی جس سے ہر وقت کفر کے فتوے ہی نکلتے رہتے تھے۔ معاذاللہ ربِّ العالمین۔ بے حیا باش ہرچہ خواہی کن۔ کہا گیا جب آدمی بے شرم ہو جاتا ہے تو جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ مگر خدا نے جسے دل کی آنکھیں دی ہیں وہ بخوبی جانتا ہے کہ امام احمد رضا قدّس سرہٗ کا دامن اِس قسم کے بے بنیاد اور باطل الزامات سے بالکل صاف وشفاف ہے۔ بلکہ انہوں نے بلاتحقیق کسی ایک مسلمان کی بھی تکفیرِ معین نہ کی، ہاں جن اکابرِ دیوبند کی اُنہوں نے علمائے حرمین شریفین کی جانب رجوع کے بعد تکفیرِ کلامی فرمائی وہ بھی صرف چار ہیں (جس کی تفصیل ''فتاویٰ حسام الحرمین'' اور ''الصوارم الہندیہ'' وغیرہا میں دیکھی جاسکتی ہے) آج بھی اُن کی تحقیقاتِ علمیہ وکلامیہ اس بات پر شاہدِ عدل ہیں کہ وہ مسئلۂ تکفیرِ مسلمین میں نہایت احتیاط وبصیرت اور دقتِ نظر سے کام لیتے تھے۔ ذرا اطمینانِ قلب کے ساتھ آپ کا یہ ارشاد وفتویٰ بغور

Scanned by CamScanner

پڑھیے، لکھتے ہیں: ’’تکفیر اہلِ قبلہ واصحابِ کلمۂ طیبہ میں جرأت وجسارت محض جہالت، بلکہ سخت آفت، جس میں وبالِ عظیم ونکال کا صریح اندیشہ، والعیاذباللہ رب العالمین. فرض قطعی ہے کہ اہلِ کلمہ کے ہر قول وفعل کو اگرچہ بظاہر کیسا ہی شنیع وفظیع ہو حتی الامکان کفر سے بچائیں، اگر کوئی ضعیف سی ضعیف، نحیف سی نحیف تاویل پیدا ہو جس کی رو سے حکمِ اسلام نکل سکتا ہو تو اسی کی طرف جائیں، اور اس کے سوا اگر ہزار احتمال جانبِ کفر جاتے ہوں خیال میں نہ لائیں۔ حدیث میں ہے حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: الاسلام یعلو ولا یُعلیٰ اسلام غالب رہتا ہے مغلوب نہیں ہوتا۔ احتمال اسلام چھوڑ کر احتمالات کفر کی طرف جانے والے اسلام کو مغلوب اور کفر کو غالب کرتے ہیں، والعیاذبالـلّٰـه ربِّ العالمین. حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کفوا عن اھل لاالٰہ الاّ اللّٰہ لاتکفروھم بذنب فمن اکفر اھل لاالٰہ الاّ اللّٰہ فھو الیٰ الکفر اقرب. لاالٰہ الاّ اللّٰہ کہنے والوں سے زبان روکو، انہیں کسی گناہ پر کافر نہ کہو لاالٰہ الاّ اللّٰہ کہنے والوں کو جو کافر کہے وہ خود کفر سے نزدیک تر ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ثلاث من اصل الایمان الکف عمن قال لاالٰہ الاّ اللّٰہ ولا یکفر بذنب ولا یخرجهٗ من الاسلام بعمل. تین باتیں اصلِ ایمان میں داخل ہیں: لاالٰہ الاّ اللّٰہ کہنے والے سے باز رہنا اور اُسے کسی گناہ کے سبب کافر نہ کہا جائے، اور کسی عمل پر اسلام سے خارج نہ کہیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: لاتکفروا احدًا من اھل القبلة اہلِ قبلہ سے کسی کو کافر نہ کہو۔ اللہ اکبر! لاالٰہ الاّ اللّٰہ کی عظمت جانو، تو اہل لاالٰہ الاّ اللّٰہ کی تکفیر سخت آفت مانو، یہاں زبان قابو میں ہے جسے چاہو کافر بتاؤ، مشرک کہہ جاؤ مگر اس دن کا بھی کچھ جواب بنا رکھو جب لاالٰہ الاّ اللّٰہ کو اپنے قائلوں کی طرف سے جھگڑتا دیکھو۔ اے لاالٰہ الاّ اللّٰہ اتارنے والے اہل لاالٰہ الاّ اللّٰہ کو ہدایت فرما اور ہمیں لاالٰہ الاّ اللّٰہ کے سچے ایمان پر دنیا سے اٹھا۔ آمین۔‘‘

(فتاویٰ رضویہ، ص ۵۹۶، ۵۹۷، جلد ۵، کتاب النکاح/اطائب التہانی فی النکاح الثانی، ص: ۳۴ تا ۳۶)

اب کتاب کے اوراق الٹیے اور چشمِ بصیرت سے امام موصوف علیہ الرحمہ کی تحقیقاتِ علیہ کا مشاہدہ کیجئے۔ اللہ رب العزت ہمیں امام احمد رضا قدس سرہٗ کی تعلیمات پر صدق دل سے عمل کرنے اور آپ کے پیغامات کی ترویج واشاعت کی توفیقِ رفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

محمد اسلم رضا قادری اشفاقی

مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ باسنی - ۲؍رجب المرجب ۱۴۳۶ھ/۲۲؍اپریل ۲۰۱۵ء

ہدیۂ تشکر

مولانا محمد اسلم رضا قادری اشفاقی

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: جس نے بندوں کا شکریہ ادا نہ کیا اس نے خدا کا بھی شکر نہ کیا۔ لہٰذا بالخصوص جانشین حضور مفتی اعظم راجستھان، استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی شیر محمد صاحب قبلہ رضوی مدظلہٗ، شیخ الحدیث وصدر المدرسین دار العلوم اسحاقیہ، جودھ پور (راجستھان) کا دل کی اتھاہ گہرائیوں کے ساتھ ممنون ومشکور ہوں کہ آپ نے کثرتِ کار اور ہجوم افکار کے باوجود کتاب پر نظر ثانی فرما کر میری حوصلہ افزائی فرمائی۔

اور خلیفۂ حضور مفتی اعظم راجستھان علیہ الرحمہ وخلیفۂ حضور تاج الشریعہ مدظلہ النورانی استاذ محترم حضرت علامہ مفتی محمد عالمگیر صاحب قبلہ رضوی مصباحی شیخ المعقولات دار العلوم اسحاقیہ جودھ پور۔ اور پیکر اخلاص ومحبت خلیفۂ حضور مفتی اعظم راجستھان حضرت علامہ مولانا حافظ محمد اکبر حسین صاحب قبلہ، خازن سنی تبلیغی جماعت باسنی، ناگور شریف کا شکر گذار ہوں کہ ان دونوں حضرات نے میری قدم قدم پر رہنمائی اور حوصلہ افزائی فرمائی۔

آخر میں ہمدردِ قوم وملت محترم الحاج محمد سلیم صاحب اشرفی چھاؤنی والے، صدر ناگوری قومی جماعت باسنی کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے کتاب کی اشاعت وطباعت کا بیڑا اٹھا کر میرا کام آسان کر دیا۔ اللّٰھُمَّ بارک لنا فی اعمالنا واموالنا۔ اگر محب مکرم محترم غلام مصطفیٰ رضوی صاحب ڈائریکٹر ’نوری مشن‘ مالیگاؤں کا شکریہ ادا نہ کروں تو بڑی ناانصافی ہوگی کہ موصوف نے ’نوری مشن‘ سے بھی اشاعت کی حامی بھر لی۔

خداوند قدوس میرے والدین کریمین دام ظلہما اور جملہ اساتذۂ کرام کے علم وعمر وعمل اور صحت وتندرستی میں خوب برکت عطا فرمائے اور مجھے آخری دم تک دین وسنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کا خادم بنائے رکھے۔ آمین۔

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروڑوں درود

محمد اسلم رضا قادری اشفاقی

مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ باسنی

۲؍رجب المرجب ۱۴۳۶ھ/۲۲؍اپریل ۲۰۱۵ء

Scanned by CamScanner

امام احمد رضا پر الزام تشدُّد کا تنقیدی جائزہ

امام اہل سنت مجدِّدِ اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی محدِّث بریلوی قدّس سرہٗ (۱۲۷۲ھ/۱۳۴۰ھ) عالم اسلام کی اُس ہشت پہلو شخصیت کا نام ہے جو فکر و مزاج کے اعتبار سے نہایت نرم دل، حسن اخلاق و کردار کے پیکر جمیل، پیار و شفقت، احسان و مروّت کی اعلیٰ منازل پر فائز تھے اس کے باوجود بھی بعض حریفوں نے ان کی فکر و شخصیت کو شدت پسند، مکفر المسلمین، اور بدعات و منکرات کو فروغ دینے والا کہہ کر بدنام و مشہور کرنے میں کسی قسم کی کوئی کسر نہ چھوڑی، لیکن حقائق و شواہد اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ امام احمد رضا کو بدنام کرنے کی ان کے مخالفین نے جتنی بھی سازشیں اور جعل سازیاں کی انہیں جب کسوٹی پر پرکھا گیا، جانچا گیا تو اصحاب فکر و نظر پکار اٹھے کہ جس کے متعلق اس قدر پروپیگنڈے اور بے بنیاد الزامات و اتہامات کی بوچھار کی جارہی ہے وہ تو منکسر المزاج، صلۂ رحمی، عفو و درگذر اور بلند اخلاق و کردار کا مہرِ درخشاں ہے جس کی تابانی اور ضو فشانی کے سامنے یہ پروپیگنڈے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔

راقم سطور اپنے اس مقالہ میں امام احمد رضا محدِّث بریلوی قدّس سرہٗ کے فتاویٰ و کتب و رسائل کی روشنی میں اس بات کو بھرپور طریقے سے واضح کرنے کی کوشش کرے گا کہ محدِّث بریلوی قدّس سرہٗ پر شدّت پسندی، تندمزاجی، تکفیرِ مسلمین کا جو الزام لگایا گیا۔ امام موصوف علیہ الرحمہ کی شخصیت کا اس سے دور کا بھی واسطہ نہیں، یہ بات تو آفتابِ نیم روز کی مانند روشن ہے کہ امام احمد رضا جس مذہب مہذّب کے داعی و مبلغ و ترجمان اور پاسبان تھے وہ مذہب کبھی سختی اور شدّت پسندی کی تعلیم نہیں دیتا، بلکہ وہ تو نرمی و آسانی کا پیغام بر ہے۔

اعلیٰ اخلاق کی ایک جھلک: اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا قادری برکاتی محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت اخلاق نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آئینہ تھی، غربا و مساکین اور فقراء سے محبت اور اُن کی کفالت و معاونت، اُن کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی آپ کا نمایاں اور ممتاز وصف تھا، اگر افکار رضا کا صحیح طور سے مطالعہ کیا جائے تو اُن کے یہاں حسن اخلاق کے بے شمار ایسے واقعات ملتے ہیں جو اُن کی غربا پروری، مسلمانوں کے ساتھ ہم دردی کی بین دلیل ہیں۔ حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شاہ جہاں پوری مجددی (لاہوری) علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: ''امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ خاندانی رئیس اور صاحب جائیداد تھے، آپ نے یتیموں، بیواؤں، اور دیگر غربا و

مساکین کے ماہوار وظیفے مقرر کر رکھے تھے، سائلوں اور ناداروں کے لئے آپ کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا تھا، دور دور تک حاجت مندوں کی حاجت روائی فرمایا کرتے، موسم سرما کے شروع میں ہمیشہ ناداروں میں رضائیاں تقسیم کروانا آپ کا معمول تھا۔'' (سیرت امام احمد رضا، ص:۴۳، رضوی کتاب گھر بھیونڈی)

تین واقعات ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

(۱) موسم سرما میں ایک مرتبہ ننھے میاں صاحب (اعلیٰ حضرت کے برادر خرد، مولانا محمد رضا صاحب قدس سرہٗ) نے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں ایک فرد پیش کی، اعلیٰ حضرت کا ہمیشہ یہ معمول تھا کہ سردیوں میں رضائیاں تیار کروا کر غربا میں تقسیم فرمایا کرتے تھے، اُس وقت تک سب رضائیاں تقسیم ہو چکی تھیں، ایک صاحب نے اعلیٰ حضرت سے رضائی کی درخواست کی تو آپ نے ننھے میاں صاحب والی وہی فرد اوپر سے اتار کر اُسے عنایت فرمادی۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ص:۴۲، مطبوعہ بریلی)

(۲) جناب ذکاء اللہ صاحب کا بیان ہے کہ سردی کا موسم تھا بعد نماز مغرب اعلیٰ حضرت حسب معمول پھاٹک میں تشریف لاکر سب لوگوں کو رخصت کر رہے تھے خادم کو دیکھ کر فرمایا: آپ کے پاس رضائی نہیں ہے؟ میں خاموش ہو رہا اُس وقت اعلیٰ حضرت جو رضائی اوڑھے ہوئے تھے وہ خادم کو دے کر فرمایا: کہ اسے اوڑھ لیجئے، خادم نے بصد ادب قدم بوسی کی سعادت حاصل کی اور فرمان مبارک کی تعمیل کرتے ہوئے وہ رضائی اوڑھ لی۔ (مرجع سابق، ص:۵۰)

(۳) اس واقعہ کے دو تین روز بعد اعلیٰ حضرت کے لئے نئی رضائیاں تیار ہو کر آگئیں اُسے اوڑھتے ہوئے ابھی چند ہی روز گذرے تھے کہ ایک رات مسجد میں کوئی مسافر آیا، جس نے اعلیٰ حضرت سے گذارش کی کہ میرے پاس اوڑھنے کے لئے کچھ نہیں ہے تو آپ نے وہ نئی رضائی اُس مسافر کو عطا فرما دی۔'' (مرجع سابق، ص:۵۰)

آپ کی بے مثال سخاوت کے متعلق حضرت علامہ مولانا مفتی بدرالدین صاحب رضوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: ''کاشانۂ اقدس سے کوئی سائل خالی واپس نہ ہوتا، بیوگان کی امداد اور ضرورت مندوں کی حاجت روائی کے لئے آپ کی جانب سے ماہوار رقمیں مقرر تھیں اور یہ امداد صرف مقامی لوگوں کے لئے ہی نہ تھی بیرونی ممالک میں بھی بذریعۂ منی آرڈر امدادی رقم روانہ فرمایا کرتے تھے۔'' (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۱۱۱) اس حوالے سے ذیل میں ایک عجیب واقعہ لکھا جاتا ہے۔ پڑھئے اور امام احمد رضا کے حسنِ اخلاق پر قربان جائیے۔

ایک دفعہ مدینہ طیبہ سے ایک شخص نے پچاس روپے طلب کئے لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ اعلیٰ

Scanned by CamScanner

حضرت کے پاس اُس وقت ایک روپیہ بھی نہیں تھا، اعلیٰ حضرت نے بارگاہِ رسالت میں التجا کی کہ حضور! میں نے کچھ بندگانِ خدا کے مہینے (ماہ وار وظیفے) آپ کی عنایت کے بھروسے پر اپنے ذمے مقرر کر لئے ہیں، اگر کل پچاس روپے کا منی آرڈر کر دیا گیا تو بروقت ہوائی ڈاک سے پہونچ جائے گا، یہ رات آپ نے بڑی بے چینی سے گذاری، علی الصبح ایک سیٹھ صاحب حاضرِ بارگاہ ہوئے اور مولوی حسنین رضا خاں صاحب کے ذریعے مبلغ اکاون روپے بطور نذرانۂ عقیدت حاضرِ خدمت کئے، جب مولوی صاحب موصوف نے اکاون روپے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی خدمت میں جا کر پیش کئے تو آپ پر رقت طاری ہوگئی اور مذکورہ بالا ضرورت کا انکشاف فرمایا، ارشاد ہوا یہ یقیناً سرکاری عطیہ ہے اس لئے کہ اکاون روپے کے کوئی معنیٰ نہیں سوائے اس کے کہ پچاس بھیجنے کے لئے فیس منی آرڈر بھی تو چاہیے؛ چنانچہ اُسی وقت منی آرڈر کا فارم بھرا گیا اور ڈاک خانہ کھلتے ہی منی آرڈر روانہ کر دیا گیا۔" (حیاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۵۲)

کیا اِس قدر احسان و بھلائی کرنے والا شخص بھی متشدد ہو سکتا ہے؟ جس نے غریبوں، بیواؤں اور تیموں کی اِس قدر خبر گیری کی، مسلمانوں کی خیر خواہی، ہمدردی کو ہر وقت پیشِ نظر رکھا وہ بھی متشدد؟ تعجب ہے،

آیاتِ یُسر اور اُن کی تفاسیر: قرآن حکیم میں ہے: لَاۤ اِکْرَاہَ فِي الدِّیْنِ [البقرۃ:۲/۲۵۶] کچھ زبردستی نہیں دین میں...... یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ [البقرہ:۲/۱۸۵] اللہ تعالیٰ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا...... یُرِیْدُ اللّٰہُ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْکُمْ [النساء:۴/۲۸] اللہ چاہتا ہے کہ تم پر تخفیف کرے...... وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِي الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ [الحج:۲۲/۷۸] اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی...... لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ اِلَّا وُسْعَھَا [البقرۃ:۲/۲۸۶] اللہ تعالیٰ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔ (ترجمۂ کنز الایمان)

آیت نمبر دوم کی تفسیر: عارف باللہ حضرت علامہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہٗ لکھتے ہیں: یامعشر المکلفین. ای یرید ان یسیر علیکم ولا یعسر اے گروہِ مکلفین! اللہ تعالیٰ تم پر آسانی چاہتا ہے تنگی نہیں...... حضرت امام قاضی بیضاوی اور امام واحدی قدس سرہما لکھتے ہیں: لانہٗ لم یشدد ولم یضیق علیکم اللہ تعالیٰ نے تم پر شدت اور تنگی نہ فرمائی۔

حضرت امام شعبی حمیری قدس سرہٗ لکھتے ہیں: اذا اختلف علیک امران فان ایسرھما اقربھما الی الحق، لانّ اللّٰہ تعالیٰ یقول: یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ. روی انّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم بلغہٗ انّ رجلاً فی المسجد یطیل الصّلوٰۃ فاتاہ فاخذ بمنکبیہ ثم قال اِنّ اللّٰہ تعالیٰ رضی لھذہٖ الامۃ الیسر وکرہ

لھم العسر، قالھا ثلاث مراتٍ وانّ ھذا اخذ بالعسر وترک الیسر. (الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ، ص:۱۹۰، جلد اول)

جب باہم دو کام تم پر لازم ہو جائیں تو ان میں جو آسان ہو وہی حق کے زیادہ قریب ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا...... حدیث شریف میں ہے: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ ایک شخص مسجد میں لمبی نماز پڑھ رہا ہے تو آپ اس کے پاس تشریف لائے اور اس کے دونوں کندھوں کو پکڑ کر ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے آسانی کو پسند فرمایا اور دشواری کو ناپسند فرمایا ہے، اور آپ نے یہ جملہ تین بار ارشاد فرمایا، پھر فرمایا: یہ شخص دشواری کو اختیار کرتا ہے اور آسانی کو چھوڑتا ہے۔ (اصلاحِ اعمال، ص:۶۳۴)

آیت نمبر سوم کی تفسیر: حضرت امام قاضی بیضاوی قدس سرہٗ لکھتے ہیں: فلذلک شرع لکم الشریعۃ الحنیفیۃ السمحۃ السھلۃ ورخص لکم فی المضایق اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے نرم و آسان شریعت متعین فرمائی اور دشواریوں میں رخصت دی۔

حضرت امام ابو محمد حسین بغوی قدس سرہٗ لکھتے ہیں: یسھل علیکم فی احکام الشرع وقد سھل، وقد قال جلّ ذکرہٗ: وَیَضَعُ عَنْھُمْ اِصْرَھُمْ [الاعراف:۱۵۷] وقال النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم بعثت بالحنیفیۃ السھلۃ وہ شرعی احکام میں تم پر آسانی چاہتا ہے اور اس نے آسانی بھی فرما دی، جیسا کہ اللہ ربُّ العزت کا ارشاد ہے: اور ان پر سے وہ بوجھ اتارے گا...... اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے آسان شریعت دے کر بھیجا گیا ہے...... حضرت امام واحدی قدس سرہٗ لکھتے ہیں: یخفف عنکم فی احکام الشرع وفی جمیع مایسرہٗ لنا وسھلہ علینا ولم یثقل التکلیف کماثقل علیٰ بنی اسرائیل. احکامِ شرع اور ہر وہ عمل جسے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے آسان فرما دیا اور جس میں ہمارے لئے سہولت رکھی ان میں اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم پر تخفیف کرے اور اس نے بنی اسرائیل کی طرح ہم پر احکام میں سختی نہیں فرمائی...... حضرت امام خازن شافعی قدس سرہٗ لکھتے ہیں: یعنی یسھل علیکم احکام الشرائع فھو عام فی کل احکام الشرع وجمیع مایسرہٗ لنا وسھلۃ علینا احساناً منہٗ الینا وتفضلاً ولطفاً علینا. (الحدیقۃ الندیہ، ص:۱۹۰، جلد اول) اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر شریعت کے احکام آسان فرماتا ہے اور یہ بات ہر حکمِ شرعی نیز ہر اس عمل کو شامل ہے جسے اس نے اپنے فضل و احسان اور لطف و کرم سے ہمارے لئے آسان فرما دیا اور اس میں ہمیں سہولت عطا فرمائی۔

Scanned by CamScanner

آیت نمبر چہارم کی تفسیر: حضرت امام واحدی قدس سرہٗ لکھتے ہیں: یعنی من ضیق فی الدین ولکنہٗ جعلہٗ واسعاً (مرجع سابق، ص:۱۹۱) کون ہے جو دین میں تنگی کرے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسے وسعت دی ہے۔

چند احادیث تیسیر وتبشیر: آسانی اور نرمی کے متعلق احادیثِ کریمہ میں بھی واضح ارشادات ملتے ہیں، چند احادیث ذیل میں تحریر کی جاتی ہیں تا کہ متشدِّ دین کی آنکھیں کھلیں:

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: اِنَّ الدین یسرٌ (بخاری شریف: ۲۳/۱، رقم:۳۹) بے شک یہ دین آسان ہے...... حضور نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فلسطین کی طرف بھیجا تو یہ ہدایت فرمائی: یسرا ولا تعسرا بشرا ولا تنفرا وتطاوعا (بخاری شریف: ۱۰۶۳/۲، رقم:۶۸۸۷، کتاب الاحکام) آسانی پیدا کرنا، تنگی نہ کرنا، خوشخبری دینا، متنفر نہ کرنا، باہم خوش دلی سے کام کرنا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: یسّروا ولا تعسّروا بشّروا ولا تنفروا (بخاری شریف: ۱۶/۱، رقم:۷۰، کتاب العلم) آسانیاں پیدا کرو، تنگیاں پیدا نہ کرو، خوشخبریاں سناؤ نفرتیں نہ پھیلاؤ۔

عن انس بن مالک رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ انّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: لا تشدّدو اعلیٰ انفسکم فشدّد اللّٰہ علیکم فانّ قوماً تشدّدو اعلیٰ انفسھم فشدّد علیھم فتلک بقایاھم فی الصوامع والدیار، وَرُھْبَانِیَۃَ ابْتَدَعُوْھَامَا کَتَبْنٰھَا عَلَیْھِمْ (الحدیقۃ الندیہ، ص:۲۰۰، ۲۰۱، جلد اول، مطبوعہ پاکستان)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنی جانوں پر سختی نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ بھی تم پر سختی فرمادے کیوں کہ ایک قوم (عیسائیوں) نے اپنی جانوں پر سختی کی تو ان پر سختی کردی گئی۔ تو یہ گرجوں میں جو موجود ہیں انہی اگلوں میں سے بچے کچے لوگ ہیں، اس کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا: اور راہب بننا تو یہ بات انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی ہم نے ان پر مقرر نہ کی تھی۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ انہٗ قال، قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: اِنّ ھذا الدین یسرٌ ولن یشادالدّین احدٌ الاّ غلبہٗ فسدّدوا وقاربوا وابشروا واستعینوا بالغدوۃ والرّوحۃ وبشیٍٔ من الدلجۃ (مرجع سابق، ص:۲۰۲، ۲۰۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

فرمایا: یہ دین آسان ہے جو بھی اس پر غالب آنے کی کوشش کرے گا تو یہ دین اس پر غالب آجائے گا، لہٰذا تم درست عمل کرو، قریب تر رہو، خوش ہو جاؤ اور صبح وشام کے اوقات اور کچھ رات کے وقت عبادت سے مدد حاصل کرو۔

عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما انہٗ قال، قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: اِنّ اللّٰہ یحب ان تؤتی رخصہٗ کما تؤتی عزائمہٗ. (مرجع سابق، ص:۲۰۵)

حضرت سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اس چیز کو پسند فرماتا ہے کہ اس کی رخصتوں پر عمل کیا جائے، جس طرح وہ پسند فرماتا ہے کہ اس کے عزائم (یعنی فرائض) پر عمل کیا جائے۔

عن ابن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما انّ النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: اِنّ اللّٰہ تبارک و تعالیٰ یحب رخصہٗ کما یکرہٗ ان تؤتی معصیتہٗ. (مرجع سابق، ص:۲۱۰، ۲۱۱)

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ جس طرح اپنی نافرمانی پر ناراض ہوتا ہے اسی طرح اپنی دی ہوئی رخصتوں پر عمل کو پسند فرماتا ہے۔

عن انس بن مالک رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ اَنّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: اِنّ اللّٰہ یحب ان تقبل رخصہٗ کما یحب العبد مغفرۃ ربہٖ. (مرجع سابق، ص:۲۱۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس طرح گناہ گار بندہ اپنے رب کی مغفرت کو پسند کرتا ہے اسی طرح اللہ عزوجل اپنی طرف سے دی ہوئی رخصت کا قبول کیا جانا محبوب رکھتا ہے۔

عارف باللہ حضرت علامہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدّس سرہٗ الرّبانی مذکورہ بالا احادیث نقل کرنے کے بعد اپنا موقف اس طرح لکھتے ہیں:

والحاصل اَنّ الرخص احکام اللّٰہ تعالیٰ کما اَنّ العزائم احکامہٗ ایضاً، وھو تعالیٰ یحب طاعتہٗ بالعمل باحکامہٖ علیٰ کل حالٍ ویلزم من ھذا ان یبغض مخالفتہٗ سبحانہٗ بالعمل باحکام النفس والھویٰ والشیطان. لیست الرخص من احکام النفس ولا الھویٰ ولا الشیطان حتیٰ یبغضھا سبحانہٗ وان کان فیھا تسھیل علیٰ النفوس وتوسیع علیھا فانہٗ تسھیل وتوسیع مِنْ قِبَلِ الحق تعالیٰ لاھو مِنْ قِبَلِ

Scanned by CamScanner

النفوس حتیٰ یکون مذموماً ، کماقال تعالیٰ: یُرِیْدُ بِکُمُ الْیُسْرَوَلاَ یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ.

(الحدیقة الندیه شرح الطریقة المحمّدیه، ص:۲۰۷، جلداول)

حاصلِ کلام: بے شک رخصت اللہ تعالیٰ کے احکام سے ہے؛ جیسا کہ فرائض اس کے احکام سے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے احکام پر ہروقت اور ہرحال میں عمل کرنے کو پسند فرماتا ہے، اور ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نفس اور شیطانی کاموں پر عمل کرنے کو ناپسند فرمائے۔ اور رخصت تو نفس وشیطان کے عمل سے ہے ہی نہیں تو اس پر عمل کرنے سے وہ کیسے ناراض ہوگا؟ اس لئے کہ اس میں تو جانوں اور نفسوں پر نہایت آسانی اور وسعت ہے تو یہ آسانی اور وسعت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے نہ کہ یہ آسانی اور وسعت خود ہماری طرف سے ہے جسے بری کہا جائے۔ جیسا کہ اللہ ربُّ العزت کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا۔

نرمی اور آسانی کی برکتیں احادیث کی روشنی میں: اسلام میں نرمی اور آسانی کو باعثِ خیر و سعادت و برکت ومحبت فرمایا گیا ہے؛ اور بلا ضرورت سختی کو خیر وسعادت سے محرومی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ چند احادیثِ کریمہ نذرِ قارئین ہیں، پڑھیں اور غور کریں کہ ہم کس پوزیشن میں ہیں:

عن ابن مسعود رضی اللّٰه تعالیٰ عنه انّهٗ قال ،قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم: اَلاَ اخبر کم بمن یحرم علیٰ النار ومن یحرم علیه النار، علیٰ کل قریب هینٍ سهلٍ والیمین.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس کے بارے میں نہ بتاؤں جو آگ پر اور آگ اُس پر حرام ہے، خبردار! ہر وہ شخص جو قریب ہو نرم خوئی، آسانی کے اور درگذر کرنے والا ہو۔

عن عائشة رضی اللّٰه تعالیٰ عنهاانهاقالت قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم: الرفق یُمنٌ ،والخُرقُ شؤمٌ

اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: نرمی پوری کی پوری برکت ہے اور سختی محروم کرنے والی ہے۔

عن جریر رضی اللّٰه تعالیٰ عنه انّهٗ قال سمعتُ رسولَ اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم :یقول من یحرم الرفق یحرم الخیر کلهٗ وفی روایةٍ اخریٰ "انّ اللّٰه تعالیٰ یحب الرفق ویعطی علیٰ الرفق مالایعطی علیٰ العنف ومالایعطی علیٰ ماسواء"

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ میں نے حضور نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے اپنے آپ کو نرمی سے محروم کرلیا اس نے اپنے کو ہر خیر سے محروم کرلیا۔ دوسری روایت میں ہے: بے شک اللہ تعالیٰ نرمی کو پسند فرماتا ہے اور جو نرمی پر عطا کرتا ہے وہ سختی پر عطا نہیں کرتا، اور نہ اس کے سوا پر عطا کرتا ہے۔ (الحدیقة الندیه، ص:۵، جلد:۲) عارف باللہ حضرت علامہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہٗ احادیثِ بالا نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

والحاصل انّ احوال المکلف فی مباشرته امور دینه وامور دنیاه ثلاثةُ احوالٍ۔

(۱) حال الرفق: وهوالسهولة واللین فی معاملته مع اللّٰه تعالیٰ ومع الخلق من غیرتکلف فی نفسه ولامشقةٌ علیه وهوقولهٗ علیه السلام :انا واتقیاء امتی برآءٌ من التکلف، ومن غیر اتعاب منه لغیره فی امرِمعروفٍ ولا نهیٍ عنِ منکرٍ ولاادخال حرج فی ذلک علیٰ احدوانّما امرهٗ بالمعروف للغیر ونهیهٗ عن المنکربسهولة ولین وسعةِصدرٍ، وتحمل اذیةٍوصبرٍعلیٰ المعاندة والمجافاة ،وهذه هی الحالة المحمودة التی یعطی بها اللّٰه تعالیٰ من الثواب علیٰ جمیع الاعمال مالایعطی بغیرهامن الحالتین الاخرین علیٰ کل الاعمال .

(۲) حال العنف: وهوالشدّة والصعوبة والغلظة والفظاظةفی المعاملة للّٰه تعالیٰ ومع الخلق بتکلف النفس ومشقةٍ عظیمةٍواتعاب للغیروتشدیدعلی الخلق فی الامربالمعروف والنهی عن المنکروتعسیرذلک وتهویله کماهی طریقة علماء زماناالیوم ووعاظهم یفتشون الکتب الفقهیة وغیرهافان وجدوامسئلة فیهاسهولة علی الناس اخفوهاو کتموهاولاینقلونهاواذاوجدوامسئلة فیهاتشدیدعلی الناس وتصعیب علیهم اظهروهاونقلوهاوحفظوها وقاموایشدّدون بهاعلیٰ امة محمدﷺ ویضیقون بها علیهم ولایؤولون لاحدمن الناس امرایحتمل الخطأ ویؤولون لانفسهم کل ذلک ولایحسنون ظنونهم بالناس یقبحونهاویطعنون فی الزمان واهلهٗ وهم یحسنون ظنونهم بانفسهم ولایرون انفسهم اِلاّ خیرامن غیرهم ولایرون غیرهم اِلاّ فاسقاًاوجاهلاًاومبتدعاًاو کافراً، اصلحنااللّٰه وایّاهم.

(۳) حال الاعتدال بین الرفق والعنف: وهوحال غالب الناس فی معاملته مع اللّٰه تعالیٰ ومعاملته مع الخلق.

(مرجع سابق، ص:۵،۶۔ مطبوعہ: المکتبة النوریة الرضویه، لائل پور، پاکستان ۱۳۹۶ھ)

Scanned by CamScanner

اور حاصل یہ کہ دینی اور دُنیوی معاملات میں شریعت کے احکام کی تین قسمیں ہیں۔

حالتِ رفق: وہ نرمی اور سہولت ہے اپنے معاملات میں اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے ساتھ اپنے نفس کو تکلیف اور مشقت میں ڈالے بغیر، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: میں اور میری امت کے متقی حضرات تکلف اور تعب سے بری ہیں اپنے غیر کو نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے میں، اور اِس میں کسی کے لئے حرج کی بات نہیں، بے شک نیکی کا حکم دینے اور بری بات سے روکنے والے کے لئے سہولت اور نرمی، وسعتِ صدر اور معاندوں اور مخالفوں کی اذیت پر صبر و تحمل کرنا نہایت ضروری ہے، اور یہ حالت اللہ تعالیٰ کو آخری دونوں حالتوں سے زیادہ محبوب ہے جس پر اللہ تعالیٰ اس بندے کو تمام اعمال کا ثواب عطا فرماتا ہے جو اُس کے غیر کو عطا نہیں کرتا۔

حالتِ عنف: وہ اپنے معاملات میں اللہ تعالیٰ اور اُس کی مخلوق کے ساتھ اپنے نفس کو بڑی مشقت اور تکلیف میں ڈال کر سختی اور شدّت کرتا ہے، اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی وجہ سے مخلوق کے ساتھ سختی برتتا اور انہیں تکلیف اور پریشانی میں ڈالتا ہے، جیسا کہ ہمارے زمانہ کے علماء و خطباء کا یہی طریقہ ہے کہ جب کتبِ فقہیہ میں کوئی آسان اور ہلکا مسئلہ پاتے ہیں تو اُسے لوگوں سے چھپاتے ہیں؛ بیان نہیں کرتے، اور نہ اُسے نقل کرتے ہیں، اور جب کوئی مشکل اور عمل کے اعتبار سے دشوار مسئلہ پاتے ہیں تو اُسے ظاہر اور بیان کرتے ہیں، اُسے نقل بھی کرتے ہیں اور اُسے یاد رکھتے ہیں اِس طرح وہ امتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سختی کرتے ہیں اور اُن پر تنگی کرتے ہیں، اِس بارے میں کسی ایک کی تاویل قبول نہیں کرتے اور جو کوئی کہتا ہے کہ یہ امر خطا کا احتمال رکھتا ہے یا وہ اپنے لئے کوئی تاویل رکھتا ہے تو اُسے اچھا گمان نہیں کرتے بلکہ اُسے برا جانتے ہیں اور طعن و تشنیع کرتے ہیں ایسے حضرات صرف اپنے خیالات کی تحسین کرتے ہیں اور اِسے بہتر جانتے ہیں اور اپنے سوا سب کو فاسق، جاہل، مبتدع، کافر سمجھتے ہیں، اللہ تعالیٰ اُن کی اصلاح فرمائے اور ہمیں اُن سے بچائے۔

حالتِ اعتدال: جو نرمی اور سختی کے مابین ہے، وہ لوگوں کا اپنے معاملات میں اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے ساتھ غالب ہونا ہے۔ امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی محدث بریلوی قدس سرہٗ نے کثیر احادیثِ رفق و تیسیر اپنے فتاویٰ و کتب میں نقل فرمائی ہیں، چند پیشِ خدمت ہیں: عن ابی هريرة رضى الله تعالىٰ عنه عن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم انما بعثتم ميسرين ولم تبعثوا معسرين (فتاویٰ رضویہ، ص:۱۲۵، جلد۲)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فرمایا: تم آسانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو، دشواری میں ڈالنے والے نہیں۔

عن ابن مسعود رضى الله تعالىٰ عنه عن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم هلك المتنطعون. حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہلاک ہوئے غلو اور تشدد والے۔

عن جابر رضى الله تعالىٰ عنه عن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بعثت بالحنيفية السمحة ومن خالف سنتى فليس منى. حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نرم شریعت ہر باطل سے کنارہ کرنے والی لے کر بھیجا گیا ہوں جو میرے طریقے کا خلاف کرے میرے گروہ سے نہیں۔ (مرجع سابق، ص:۱۲۵، جلد۲)

عن ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنهما عن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ايّاكم والغلو فى الدين فانما اهلك من كان قبلكم بالغلو فى الدين (فتاویٰ رضویہ، ص:۱۰۶، جلد۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: دین میں غلو کرنے سے بچو اس لئے کہ تم سے پہلے والے دین میں غلو کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوگئے۔

عن ابن الادرع رضى الله تعالىٰ عنه عن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: انّكم لن تدركوا هذا الامر بالمغالبة. حضرت ابن ادرع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس معاملہ کو غلو سے حاصل مت کرو۔

عن ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنهما عن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: احب الدين الى الله الحنيفية السمحة. رت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو آسان اور نرم دین زیادہ پسند ہے۔

عن انس رضى الله تعالىٰ عنهما عن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم خير دينكم ايسرهٗ. حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے دین کی خوبی اس کی آسانی ہے۔

عن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ايّاكم والتعمق فى الدين فان الله قد جعله سهلاً (مرجع سابق، ص:۱۰۶، ۱۰۷) حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: دین میں سختی کرنے سے بچو بے شک اللہ تعالیٰ نے اس کو آسان بنایا ہے۔

امام اہلِ سنت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں: اے عزیز! یہ دین بحمد اللہ آسانی و سماحت کے ساتھ آیا جو اسے اس کے طور پر لے گا اس کے لئے ہمیشہ رفق و نرمی ہے اور جو تعمق

Scanned by CamScanner

وتشدد کو راہ دے گا یہ دین اس کے لئے سخت ہوتا جائے گا، یہاں تک کہ وہی تھک رہے گا اور اپنی سخت گیری کی آپ ندامت اٹھائے گا۔(مرجع سابق،ص:۱۰۶)

عن عائشة انّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم قال انّ اللّٰہ تعالیٰ رفیق یحب الرفق ویعطی علی الرفق مالا یعطی علی العنف ومالا یعطی علی ماسواہ،(رواہ مسلم)وفی روایة لہٗ قال لعائشة علیک بالرفق وایّاک والعُنف والفحش، انّ الرفق لایکون فی شیءٍ الاّ زانہٗ ولاینزع من شیءٍ الاّ شانہٗ. (مشکوٰة،ص:۴۳۱، باب الرفق والحیاء وحسن الخلق)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نرمی فرمانے والا ہے اور نرمی پسند فرماتا ہے، نرمی پر وہ کچھ عطا کرتا ہے جو سختی پر عطا نہیں کرتا اور جو اس کے علاوہ پر نہیں دیتا۔ اس کو امام مسلم نے روایت کیا۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: نرمی اختیار کرو، سختی اور فحش کلامی سے بچو، کیوں کہ نرمی شئ کو حسین بنادیتی ہے اور نرمی کا نہ ہونا اُس کو عیب دار کردیتا ہے۔

عن عائشة قالت قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم من اعطی حظہٗ من الرفق اعطی حظہٗ من خیر الدنیا والآخرة. (مشکوٰة،ص:۴۳۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص جسے نرمی میں سے حصہ دیا گیا اُسے دنیا و آخرت کی بھلائی سے حصہ دیا گیا اور جسے نرمی کی عطا سے محروم رکھا گیا وہ دنیا و آخرت کی خیر سے محروم رہا۔

عن مکحول قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم المؤمنون ھیّنون کالجمل الانف اِن قید انقاد واِن اُنیخ علیٰ صخرة اِستناخ. (مشکوٰة،ص:۴۳۲)

حضرت مکحول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن نرم طبیعت، نرم دل ہوتے ہیں جیسے نکیل والا اونٹ، اگر اُسے چلایا جائے تو اطاعت کرے اور اگر پتھر پر بٹھایا جائے تو بیٹھ جائے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیشہ اسی فکر و نظر کو اپنا کر اپنی تعلیمات کے ذریعہ مسلمانوں کو بے راہ روی، بدعقیدگی و بے دینی اور بدعملی سے بچانے کی کوششیں فرمائی؛ جس کی کثیر نظیریں آپ کی تصانیف میں جا بجا دیکھی جاسکتی ہیں، ان شاء اللہ آنے والی سطور میں جس کی ایک

جھلک آپ دیکھیں گے، یہ تو سب کو معلوم ہے کہ وہ اہلِ سنت و جماعت کے ایک عظیم پاسبان و ترجمان تھے، جن کے فکر و مزاج میں ہرگز تشدّد و سختی نہ تھی۔ بڑے واضح انداز میں لکھتے ہیں: مقاصدِ شرع کا ماہر خوب جانتا ہے کہ شریعتِ مطہرہ رفق و تیسیر پسند فرماتی ہے نہ معاذ اللہ تضییق و تشدید، لہٰذا جہاں ایسی دقتیں واقع ہوئیں علمائے کرام انہیں روایات کی طرف جھکے ہیں جن کی بنا پر مسلمان تنگی سے بچیں۔

(فتاویٰ رضویہ،ص:۱۰۷، جلد۵، کتاب النکاح)

مزید لکھتے ہیں: آج کل بہت جہال منتسِب بنام علم و کمال یہی روش چلتے ہیں مکروہات بلکہ مباحات بلکہ مستحبات جنہیں بزعم خویش ممنوع سمجھ لیں ان سے تحذیر و تنفیر کو کیا کچھ نہیں لکھ دیتے حتیٰ کہ نوبت تا بہ اطلاق شرک و کفر پہنچانے میں باک نہیں رکھتے، پھر یہ نہیں کہ شاید ایک آدھ جگہ قلم نکل جاتے تو دس جگہ اس کا تدارک عمل میں آئے، نہیں نہیں بلکہ اسے طرح طرح سے جمائیں، الٹی سیدھی دلیلیں لائیں پھر جب مواخذہ کیجئے تو ہوا خواہ پٹھوائے عذرِ گناہ بدتر از گناہ تاویل کریں کہ بنظرِ تخویف و ترہیب تشدد مقصود ہے، سبحان اللہ! اچھا تشدد ہے کہ ان سے زیادہ بدتر گناہ کا خود ارتکاب کر بیٹھے، کیا نہیں جانتے کہ کسی مسلمان کو کافر و مشرک بنانا بلکہ براہِ اصراراً سے عقیدہ ٹھہرانا کتنا شدید و عظیم اور دین حنیف، سہل لطیف، سمح نظیف میں یہ سخت گیری کیسی بدعت شنیع و خیم، لاحول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم(فتاویٰ رضویہ،ص:۱۳۴، جلد۲)

ایک دوسری جگہ بڑی وضاحت کے ساتھ لکھتے ہیں: دیکھو! نرمی کے جو فوائد ہیں وہ سختی میں ہرگز حاصل نہیں ہوسکتے۔ اگر اس شخص کے ساتھ سختی برتی جاتی تو ہرگز یہ بات نہ ہوتی، جن لوگوں کے عقائد مذبذب ہوں ان سے نرمی برتی جائے کہ وہ ٹھیک ہوجائیں، یہ جو وہابیہ میں بڑے بڑے ہیں ان سے بھی ابتدا میں بہت نرمی کی گئی مگر چوں کہ ان کے دلوں میں وہابیت راسخ ہوگئی تھی اور مصداق "ثُمَّ لَایَعُوْدُوْنَ" حق نہ مانا، اس وقت سختی کی گئی کہ رب عزوجل فرماتا ہے: یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں سے اور ان پر سختی کرو۔ اور مسلمانوں کو ارشاد فرماتا ہے: وَلْیَجِدُوْا فِیْکُمْ غِلْظَةً لازم ہے کہ وہ تم میں درشتی پائیں۔ (الملفوظ،ص:۳۲، حصہ اول، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی ۲۰۰۶ء)

مزید لکھتے ہیں: اے عزیز! مدارات خلق والفت و موانست اہم امور سے ہے؛ عن جابر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم بعثتُ بمدارة الناس، رواہُ الطبرانی فی الکبیر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں لوگوں سے محبت کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ عن علی کرّمَ اللّٰہ وجھہُ الکریم،

Scanned by CamScanner

قال النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم راس العقل بعدالایمان باللّٰہ التحبب الیٰ الناس،رواہُ الطبرانی فی الاوسط حضرت مولیٰ علی کرّم اللہ وجہہ الکریم سے مروی کہ حضوررحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پرایمان لانے کے بعداللہ کے بندوں سے محبت کی جائے یہ عقل مندی کی بات ہے۔مگر جب تک نہ دین میں مداہنت نہ اس کے لئے کسی گناہِ شرعی میں ابتلا ہو،قال اللّٰہ تعالیٰ: لَا يَخَافُوْنَ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ. وقال تعالیٰ: لَا تَاخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِيْنِ اللّٰهِ. وقال اللّٰہ تعالیٰ: وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ...... وعن علی کرم اللّٰہ تعالیٰ وجھہ الکریم قال، قال النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: لاطاعة لاحدٍفی معصیة اللّٰہ انما الطاعة فی المعروف .رواہ الشیخان وابوداؤدوالنسائی ،عن عمران رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال، قال النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق. رواہ الامام احمد، پس ان امور میں ضابطۂ کلیہ واجبۃ الحفظ یہ ہے: کہ فعلِ فرائض و ترکِ محرمات کو ارضائے خلق پر مقدم رکھے اوران امور میں کسی کی مطلقاً پرواہ نہ کرے،اوراتیانِ مستحب وترکِ غیراولیٰ میں مداراتِ خلق ومراعاتِ قلوب کواہم جانے اورفتنہ ونفرت وایذاووحشت کاباعث ہونے سے بچے،اسی طرح جوعادات ورسوم خلق میں جاری ہوں اورشرع مطہر سے ان کی حرمت وشناعت نہ ثابت ہوان میں اپنے ترفع وتنزہ کے لئے خلاف وجدائی نہ کرے کہ یہ سب امورِ ایتلاف وموانست کے معارض اورمرادِ محبوبِ شارع کے مناقض ہیں،ہاں! وہاں ہوشیاروگوش دار کہ یہ نقطۂ جمیلہ وحکمتِ جلیلہ وکوچۂ سلامت وجادۂ کرامت ہے،جس سے بہت زاہدانِ خشک واہلِ تقشُّف غافل وجاہل ہوتے ہیں، وہ اپنے زعم میں محتاط ودین پروربنتے ہیں اورفی الواقع مغزِ حکمت ومقصودِ شریعت سے دورپڑتے ہیں،خبردارومحکم گیر یہ چندسطروں میں علم عزیز۔(فتاویٰ رضویہ،ص:۱۱۲،۱۱۳،جلد:۲)

امام اہلِ سنت رضی اللہ عنہ؛ شریعتِ مطہرہ کی حکمتوں اور مصلحتوں کورقم فرماتے ہیں: ہماری شریعتِ مطہرہ اعلیٰ درجۂ حکمت ومتانت ومراعاتِ دقائقِ مصلحت میں ہے،اور جوحکم عرف ومصالح پر مبنی ہوتا ہے انہیں چیزوں کے ساتھ دائر رہتا ہے اوراعصاروامصارمیں ان کے تبدُّل سے متبدِّل ہوجاتا ہے اوروہ سب احکام،احکامِ شرع ہی قرار پاتے ہیں،(انفس الفکرفی قربان البقر،ص۲،مشمولہ ترک موالات،ص۱۴۶)

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ کیا کس قدرانشراحِ صدر کے ساتھ فرمارہے ہیں کہ نرمی کے فوائدحدوحساب وشمارسے باہر ہیں جن سے ہرعاقل واقف ہے،مستحبات پر سختی کرنے کے متعلق امام

موصوف علیہ الرحمہ کے قلم کا تیور دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے،ان کے نزدیک اُن امور کے اندرجن میں شریعت کی جانب سے کسی قسم کی حرمت ومذمت ثابت نہ ہو تشدُّد برتنا شریعتِ مطہرہ کی حکمتوں اورسہولتوں سے ناآشنائی کی دلیل ہے۔ہاں! دین میں مداہنت کے وہ سخت خلاف تھے! اسی لئے توفرماتے ہیں: جب تک دین میں مداہنت نہ ہواورکسی گناہ شرعی کاارتکاب نہ ہو،لیکن جب تک کسی شرعی جرم کاارتکاب ثابت نہ ہواس پر ردوقدح چہ معنیٰ دارد؟ یہی تووہ پیغامِ حق ہے جوامام اہلِ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے افکارونظریات سے ہمیں دیا ہے،کہ تم زاہدانِ خشک کی طرح نہ بن جانا بلکہ مقاصدومصالحِ شریعت کوپیش نظررکھ کرتقویٰ واحتیاط کی منازل کوطے کرتے رہنے، یہی نقطۂ جمیلہ جادۂ سلامت وکرامت ہے جس سے آج بہت سے جہال متنبِّ بعلم وکمال غافل ہیں۔اس کے باوجودبھی مخالفوں کایہ کہنا کہ وہ متشدِّد اورسخت گیر تھے- بڑامضحکہ خیز معلوم ہوتا ہے،یہ دیکھئے کیسے محبت بھرے اندازمیں لکھتے ہیں: شریعت مطہرہ سنّی مسلمانوں میں میل پسند فرماتی ہے ،اوراُن کو بھڑکانہ،نفرت دلانا،اپنامخالف بنانا،ناجائز رکھتی ہے،بے ضرورت تامہ لوگوں کی راہ سے الگ چلنا سخت احمق،جاہل کاکام ہے۔(صفائح اللُّجین فی کون التصافح بکفّی الیدین،ص:۵۶)

جب ایک قاری حیاتِ رضا کامطالعہ کرتا ہے تواس کے ذہن وفکرمیں یہ سوال باربار اُبھرتا ہے کہ آخرہروقت امام احمدرضا ہی کوتنقیدکانشانہ کیوں بنایاجاتا ہے؟ ماہرِ رضویات ،سعادت لوح وقلم پروفیسرڈاکٹرمحمدمسعوداحمدنقش بندی (کراچی) علیہ الرحمہ اس کاجواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں: امام احمدرضا سے مخالفت کی سب سے بڑی وجہ مسلکِ سلفِ صالحین پران کی بے پناہ استقامت اوراس کی اشاعت کے لئے ان کی سرگرمی اوراس مسلک کے مخالفین پر ان کی سخت تنقیدات معلوم ہوتی ہیں،بہرکیف! امام احمدرضا کی مصلحانہ،مجدِّدانہ اورناقدانہ مساعی کاشدید ردِعمل ہوا،طرح طرح کے الزامات لگائے گئے،اوران کی تشہیرکے لئے پوری توانائیاں صرف کی گئیں،اورجب تک یہ یقین نہ ہوگیا کہ علمی سطح پرامام احمدرضاکی ہوا اُکھڑگئی،دم نہ لیا،شاید سطحی نظررکھنے والوں کی نگاہ میں یہ الزامات کوئی وقعت رکھتے ہوں مگرتاریخ پرجن لوگوں کی گہری نظر ہے ان کومعلوم ہے کہ یہ الزامات بے بنیاد ہیں،اوربعض سیاسی ومذہبی مصالح کی بناپربھی لگائے گئے ہیں۔(امام احمدرضااوررد بدعات ومنکرات،ص۸۸)

محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایمان ہی نہیں بلکہ جانِ ایمان اوراصلِ ایمان ہے،امام احمدرضاقادری ایک سچے عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے وہ اس محبت کوعام کرناچاہتے تھے،اس لئے انہوں نے اسی پیغام عشق ومحبت کوعام سے عام ترکیااورخوب کیا،کسی کے اندرحب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تعلق سے کمی پائی،بڑے پیاراورمحبت سے اس کاعقیدۂ عشق رسالت پختہ فرمایا،انداز

Scanned by CamScanner

مشفقانہ اپنایا کہ دل پر قبضہ جمالیا، ایک جگہ اسی محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جام کو اس طرح پلاتے ہوئے لکھتے ہیں، آپ بھی پڑھئے اور دوسروں کو بھی پڑھائیے، لکھتے ہیں: اے عزیز! ایمان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت سے مربوط ہے اور آتش جاں سوز جہنم سے نجات ان کی اُلفت پر منوط، جو ان سے محبت نہیں رکھتا، واللہ کہ ایمان کی بو اس کے مشام تک نہ آئی۔ جانِ برادر! تو نے کبھی سنا ہے کہ جس شخص کو تجھ سے اُلفتِ صادقہ ہے وہ تیری اچھی بات سن کر چیں بہ جبیں ہوا اور اس کی محو کی فکر میں رہے اور پھر محبوب بھی کیسا؟ جانِ ایمان و کانِ احسان، جس کے جمالِ جہاں آرا کا نظیر کہیں نہ ملے گا اور خامۂ قدرت نے اس کی تصویر بنا کر ہاتھ کھینچ لیا کہ پھر کبھی ایسا نہ لکھے گا، کیسا محبوب؟ جسے اس کے مالک نے تمام جہاں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا، کیسا محبوب؟ جس نے اپنے تن پر ایک جہاں کا بار اُٹھایا، کیسا محبوب؟ جس نے تمہارے غم میں دن کا کھانا، رات کا سونا ترک کر دیا، تم رات دن اس کی نا فرمانیوں میں منہمک اور لہو ولعب میں مشغول ہو اور وہ تمہاری بخشش کے لئے گریاں وملول۔ شب، کہ اللہ جل جلالہٗ نے آسائش کے لئے بنائی، اپنے تسکین بخش پردے چھوڑے ہوئے موقوف ہے، صبح قریب ہے، ٹھنڈی نسیموں کا پنکھا ہو رہا ہے ہر ایک کا جی اس وقت آرام کی طرف جھکتا ہے، بادشاہ اپنے گرم بستروں، نرم تکیوں میں مست خواب ناز ہے، اور جو محتاج بے نوا ہے اس کے بھی پاؤں دو گز کی کملی میں دراز، ایسے سہانے وقت، ٹھنڈے زمانہ میں وہ معصوم، بے گناہ، پاک داماں، عصمت پناہ اپنی راحت و آسائش کو چھوڑ کر، خواب و آرام سے منہ موڑ کر، جبین نیاز آستانۂ عزت پر رکھے ہے کہ الٰہی! میری امت سیاہ کار ہے درگذر فرما، اور ان کے تمام جسموں کو آتشِ دوزخ سے بچا۔

(مجموعۂ رسائل، مسئلہ نور وسایہ، ص:۷۴، ۷۵۔ مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی ۱۴۱۸ھ)

عشق اور محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چراغ قلوب میں روشن کرنا اسے کہتے ہیں اگر ایسے میٹھے اور پیارے بول کسی کو تلخ اور کڑوے لگتے ہیں اور ان مشفقانہ ومصلحانہ کلمات سے اسے تشدد کی بو آتی ہے تو اس کے قلب ونظر کا فتور اور قصور ہے؛ جس کا علاج کسی سنی صحیح العقیدہ طبیب شرعی سے کرا لینا چاہیے تا کہ مزید حقائق سے چشم پوشی کی بیماری سے محفوظ رہ سکے۔ ایک غلام کا اپنے آقا کے ساتھ کیا برتاؤ اور رکھ رکھاؤ ہونا چاہیے اسے امام احمد رضا کی تحریر لطیف میں دیکھئے، لکھتے ہیں: اے عزیز! چشم خرد میں سرمۂ انصاف لگا اور گوشِ قبول سے پنبۂ انکار نکال، پھر تمام اہلِ اسلام بلکہ ہر مذہب وملت کے عقلا سے پوچھتا پھر کہ عشاق کا اپنے محبوب کے ساتھ کیا طریقہ ہوتا ہے اور غلاموں کو مولیٰ کے ساتھ کیا کرنا چاہیے، آیا نشر فضائل وتکثیر مدائح اور ان کی خوبیٔ حُسن سن کر باغ باغ ہو جانا، جامے میں پھولے نہ سمانا، یا ردِ محاسن، نفیِ کمالات اور ان کے اوصافِ حمیدہ سے بہ انکار وتکذیب پیش

آنا، اگر ایک عاقل، منصف بھی تجھ سے کہہ دے کہ نہ وہ دوستی کا مقتضیٰ، نہ یہ غلامی کے خلاف ہے تو تجھے اختیار ہے، ورنہ خدا اور رسول سے شرما اور اس حرکتِ بے جا سے باز آ، یقین جان لے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوبیاں تیرے مٹانے سے نہ مٹیں گی۔ (مرجع سابق، ص:۷۶)

جب دین اسلام میں تشدد اور سختی ہے ہی نہیں تو امام احمد رضا نے اسے کیسے سخت بنا دیا؟ انہوں نے کسی طرح تشدُّد کو عام نہیں بلکہ -رفق ویسر وسہولتِ شرعیہ- کو عام کیا یہ ایک ایسی بدیہی حقیقت ہے جس سے تاریخ کا ایک ادنیٰ طالب علم بھی واقف ہے، اور امام احمد رضا تو اتباعِ سنت اور پیروی سنت میں اپنی مثال آپ تھے، وہ کیسے سخت گیر اور تشدد پسند ہو سکتے ہیں؟ اگر آپ کے قلب وروح کو اب بھی تسکین نہ ہوئی تو ٹھنڈے دل سے امام موصوف کے فتاویٰ کا یہ حصہ بغور پڑھئے اور فیصلہ کیجئے حقیقت آپ پر خود بخود واضح ہو جائے گی، آپ لکھتے ہیں: اے عزیز! دین بحمد اللہ آسانی وسماحت کے ساتھ آیا جو اسے اس کے طور پر لے گا اس کے لئے ہمیشہ رفق ونرمی ہے اور جو تعمق وتشدد کو راہ دے گا یہ دین اس کے لئے سخت ہوتا جائے گا، یہاں تک کہ وہی تھک رہے گا اور اپنی سخت گیری کی آپ ندامت اٹھائے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اِنَّ الدین یسر ولن یشادّ الدین احداً الا غلبہٗ فسددوا وقاربوا وبشروا۔ (بخاری شریف، ص۱۰، جلد اول، کتاب الایمان، رقم:۳۹)

بے شک یہ دین آسان ہے اور جو بھی دین میں سختی اختیار کرے گا دین اس پر غالب آ جائے گا، اس لئے میانہ روی اختیار کرو اور قریب قریب ہو جاؤ اور بشارت دیتے رہو۔ (فتاویٰ رضویہ، ص:۱۰۶، جلد۲)

جو شخص ہر موڑ پر مسلمانوں کو عزیز، جانِ برادر اور دینی بھائی کہہ کر پکارے وہ متشدد اور سخت گیر ہو یہ سمجھ سے بالاتر بات ہے ایسا تو ایک ناسمجھ بچہ بھی نہیں کہہ سکتا مگر یہاں تو معاملہ ہی اُلٹا ہے، بڑے بڑے جبہ ودستار والے امام موصوف علیہ الرحمہ کو متشدد کہتے اور لکھتے ہیں؛ خدا انہیں عقلِ سلیم عطا فرمائے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت وعزت اور رفعت وتعظیم کے متعلق کیا ہی خوب نرالے انداز میں قوم مسلم کے لئے ایک پیغام تحریر فرماتے ہیں جو انصاف ودیانت اور امعانِ نظر کے ساتھ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے، آپ لکھتے ہیں:

جانِ برادر! اپنے ایمان پر رحم کر، خدائے قہار وجبار جل جلالہٗ سے لڑائی نہ باندھ، وہ تیرے اور تمام جہان کی پیدائش سے پہلے ازل میں لکھ چکا: وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ یعنی ارشاد ہوتا ہے اے محبوب ہمارے! ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کیا، کہ جہاں ہماری یاد ہوگی تمہارا بھی چرچا ہوگا اور ایمان بے تمہاری یاد کے ہرگز پورا نہیں ہوگا، آسمانوں کے طبقے اور زمینوں کے پردے تمہارے نام نامی

Scanned by CamScanner

سے گونجیں گے، مؤذن اذانوں میں اور خطیب خطبوں میں اور ذاکرین اپنی مجالس اور واعظین اپنے منابر پر ہمارے ذکر کے ساتھ تمہاری یاد کریں گے، اشجار و احجار، آہو و سوسمار و دیگر جان دار و اطفال شیر خوار و معبودانِ کفار جس طرح ہماری توحید بتائیں گے ویسا ہی بزبان فصیح و بیان صحیح تمہارا منشورِ رسالت پڑھ کر سنائیں گے، چار اکنافِ عالم میں لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کا غلغلہ ہوگا، جز اشقیائے ازل ہر ذرہ کلمۂ شہادت پڑھتا ہوگا، مسبحان ملأ اعلیٰ کو اِدھر اپنی تسبیح و تقدیس میں مصروف کروں گا، اُدھر تمہارے محمودِ ورد کا حکم مسعود دوں گا، عرش و کرسی، ہفت اوراقِ سدرہ، قصورِ جناں، جہاں پر اللہ لکھوں گا، محمد رسول اللہ بھی تحریر فرماؤں گا، اپنے پیغمبروں اور اولوالعزم رسولوں کو ارشاد کروں گا کہ ہر وقت تمہارا دم بھریں اور تمہاری یاد سے اپنی آنکھوں کو روشن اور جگر کو ٹھنڈک اور قلب کو تسکین اور بزم کو تزئین دیں، جو کتاب نازل کروں گا اس میں تمہاری مدح و ستائش اور جمالِ صورت و کمالِ سیرت ایسی تشریح و توضیح سے بیان کروں گا کہ سننے والوں کے دل بے اختیار تمہاری طرف جھک جائیں اور نادیدہ تمہارے عشق کی شمع ان کے کانوں، سینوں میں بھڑک اُٹھے گی۔ ایک عالَم اگر تمہارا دشمن ہو کر تمہاری تنقیصِ شان اور محوِ فضائل میں مشغول ہو تو میں قادرِ مطلق ہوں، میرے ساتھ کسی کا کیا بس چلے گا؟ آخر اسی وعدے کا اثر تھا کہ یہود صدہا برس سے اپنی کتابوں سے ان کا ذکر نکالتے اور چاند پر خاک ڈالتے ہیں تو اہلِ ایمان اس بلند آواز سے ان کی نعت سناتے ہیں کہ سامع اگر انصاف کرے، بے ساختہ پکار اُٹھے، لاکھوں بے دینوں نے ان کے محوِ فضائل پر کمر باندھی مگر مٹانے والے خود مٹ گئے اور ان کی خوبی روز بروز مترقی رہی، پھر اپنے مقصود سے تو یاس و ناامیدی کر لینا مناسب ہے، ورنہ ربِ کعبہ ان کا کچھ نقصان نہیں، بالآخر ایک دن تو نہیں، تیرا ایمان نہیں۔

عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور رفعتِ ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیان کرنے کے بعد بطورِ نصیحت و ہدایت لکھتے ہیں: اے عزیز! سلف صالح کی روش اختیار کر اور ان کے قدم پر قدم رکھ، ائمۂ دین کا وطیرہ ایسے معاملات میں دائماً تسلیم و قبول رہا ہے، جب کسی ثقہ، معتمد علیہ نے کوئی معجزہ یا خاصہ ذکر کر دیا اسے مرحبا کہہ لیا اور حبیب جان میں بہ طیب خاطر جگہ دی یہاں تک کہ اگر اپنے آپ احادیث میں اس کی اصل نہ پائی قصور اپنی نظر کا جانا، یہ کبھی نہیں کہا کہ غلط ہے، باطل ہے، کسی حدیث میں وارد نہیں، نہ یہی ہوا کہ جب حدیث سے ثبوت نہ ملا تھا اس کے ذکر سے باز رہتے، بلکہ اسی طرح اپنی تصانیف میں اس ثقہ کے اعتماد پر اسے لکھتے آئے اور کیوں نہ ہو مقتضی عقلِ سلیم کا یہی ہے۔ (مجموعہ رسائل مسئلۂ نور و سایہ، ص: ۷۶، ۷۷)

مزید لکھتے ہیں: اے عزیز! سنا تو نے! یہ ہے طریقہ اراکینِ دینِ متین و اساطینِ شرعِ متین، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت میں، نہ یہ کہ جو معجزہ و خاصہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا احادیثِ صحیحہ سے ثابت اور اکابر علما برابر اپنی تصانیفِ معتبرہ مستندہ میں، جن کا اعتبار و استناد آفتابِ نیم روز سے روشن تر ہے بلانکیر و منکر اس کی تصریح کرتے آئے ہوں اور اس کے ساتھ عقلِ سلیم نے ان پر وہ دلائل ساطع قائم کئے ہوں جن پر کوئی حرف نہ رکھ سکے، بایں ہمہ اس سے انکار کیجئے اور حق ثابت کے رد پر اصرار، حالانکہ نہ ان حدیثوں میں کوئی سقم مقبول و جرح معقول می دارد، نہ ان ائمہ کے مستند بادلائل معتمد ہونے میں کلام کر سکو، پھر اس مکابرہ، کج بحثی اور تحکم و زبردستی کا کیا علاج؟ زبان ہر ایک کی اس کے اختیار میں ہے چاہے دن کو رات کہہ دے یا شمس کو ظلمات۔ آخر تم جو انکار کرتے ہو تو تمہارے پاس بھی کوئی دلیل ہے؟ یا فقط اپنے منھ سے کہہ دینا، اگر بفرضِ محال جو حدیثیں اس باب میں وارد ہوئیں نامعتبر ہوں اور جن جن علما نے اس کی تصریح فرمائی انہیں بھی قابلِ اعتماد نہ مانو اور جو دلائل قاطعہ اس پر قائم ہوئے وہ بھی صالح التفات نہ کہے جائیں، تاہم انکار کا کیا ثبوت؟ اور وجود سایہ کا کس بنا پر؟ اگر کوئی حدیث اس بارے میں آئی ہو تو دکھاؤ یا گھر بیٹھے تمہیں الہام ہوا ہو تو بتاؤ؟ مجرد ما و من پر قیاس تو ایمان کے خلاف ہے۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ وہ بشر ہیں مگر عالمِ علوی سے لاکھ درجہ اشرف و احسن، وہ انسان ہیں مگر ارواح ملائکہ سے ہزار درجہ الطف، وہ خود فرماتے ہیں: لستُ مثلکم میں تم جیسا نہیں۔ رواہ الشیخان، ویروی لستُ کھیئتکم میں تمہاری ہیئت پر نہیں۔ ویروی ایکم مثلی تم میں کون مجھ جیسا ہے۔ (مرجع سابق، ص: ۸۵، ۸۶) بطورِ تنبیہ و ہدایت لکھتے ہیں: جانِ برادر! یہ جو تمام ائمۂ کرام بیک زبان نفیِ ظل کی گواہی دیتے ہیں اگر ان میں یا ان کے ہم سر ائمہ سے کوئی بات تو اپنے مزعومہ کے مطابق پاتا تو وہ کون سا شور جو برپا نہ کرتا، کلاہ آسمان پر چڑھاتا اور پھولا نہ سماتا، ہر ایک کے آگے آہ و زاری کرتا کہ ہائے یہ کیا ظلم ہے، ایسا امام نفیِ ظل کا قائل نہیں، نہ اس کو قبول کرتا ہے نہ اس کی طرف کان لگاتا ہے، لہٰذا اِس وقت ظلم تیری طرف سے ہے، خدارا انصاف کر اور تکبر کی ٹوپی سر سے اُتار، کیوں ان ائمۂ کرام کی راہ پر نہیں چلتا اور اتفاق سے دور بھاگتا ہے؟ حدیث مطلوب ہے تو حاضر، اگر نقول چاہیے تو نقول واضح ہیں، دلیل طلب ہے تو دلیل موجود، لیکن اگر نقیض کی خواہش ہے تو وہ معدوم ہے، تو اب کون سا پتھر راستہ میں پڑا ہے، کیوں تسلیم کا مقام خالی دیکھتا ہوں، خلاف کا چہرہ خوش، انصاف کا چہرہ شرم و حیا سے زرد، اور کاغذ کی پیشانی شرم ناک باتوں سے سیاہ۔ خدا کی پناہ! لیکن قادرِ مطلق جل وعلا جس نے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے نورِ خاص سے

Scanned by CamScanner

پیدا فرمایا اور خورشید درخشاں نندہ و بدر درخشندہ کو ان کی سرکار کا ادنیٰ گداگر بنایا، کیا وہ یہ نہیں کر سکتا کہ ہمارے سرو جاں فزا کو بغیر سایہ کے پرورش فرمائے، اور وہ شاخ گل جس کے ہر رگ و برگ پر ہزاروں چمنستان قربان ہوں، پاکیزگی کی نہر پر گل زمین لطافت سے، ہر قسم کی کثافت سے پاک پیدا ہو۔ (مرجع سابق، ص: ۱۳۹)

انصاف و دیانت کی آنکھ سے کوئی اس بیانِ بالا کا مطالعہ کرے، کیا ایسے باریک مسائل میں اسے کہیں تشدد نظر بھی پڑتا ہے؟ مگر عقل کوتاہ اور خیالِ فاسد کا کیا علاج؟ للہ انصاف! عالم اسلام کا ایسا مخلص و خیر خواہ اور بہی خواہ اسے کس طرح بدنام کیا گیا، تاریخ پر خاک ڈالی گئی، بڑے بڑے سرمائے خرچ کیے گئے، جعل سازیاں کی گئیں، رات دن ایک کر کے اس فکر کو عام سے عام تر کیا گیا کہ بریلی کے مولانا احمد رضا بڑے ہی سخت مزاج ہیں، لیکن جب حقائق و شواہد سامنے آئے، کتابیں شائع ہوئیں، تحقیقاتِ رضا کے در وا ہوئے، نگاہوں نے ایمان کا نور حاصل کیا، محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نغمے گن گنائے گئے، عقلیں حیران رہ گئیں، ارے یہ تو اہل سنت کا پاسبان ہے، سنیت کا محافظ و نگہبان ہے، اس کی ہر فکر، ساری قوت، سارا اثاثہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمتوں پر قربان ہے، پڑھنے والوں نے جب اسے پڑھا تو عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پایا، دیکھنے والوں نے جب اسے دیکھا تو سنتوں سے محبت کرنے والا پایا، پھر کیا تھا ایک زمانہ کہہ اٹھا، امام احمد رضا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک معجزہ ہیں، ہاں! اب مجھ سے بھی سنئے وہ بارِ ربّ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ ہیں، وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایسا معجزہ ہیں جنہوں نے قلم کی جولانی سے کتاب و سنت کی روشنی میں سیرت و صورتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وہ شواہد پیش کئے جنہیں پاسبانِ سیرتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہا جائے تو بجا ہوگا، آپ نے ابھی پڑھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سایہ نہ ہونے کی انہوں نے کیسی خوبصورت تشریح فرمائی کہ دل جسے پڑھ کر گواہی دینے کو تیار ہو جائے، عظمت نبی اور الفت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قلوب میں کس طرح اُتارتے جاتے ہیں، عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کیسا جام پلاتے ہیں، کیا حضور نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبتوں کی سوغات بانٹنا ہی تشدد ہے؟ گستاخانِ خدا اور رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نوکِ قلم سے گھائل کرنا یہی تشدد ہے، تو ایسا تشدد ہمیں ایک بار نہیں سو بار قبول ہے، اور جن لوگوں نے اللہ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین و بے ادبی و گستاخی کی ہے ان کے خلاف آواز اٹھانا، ان کو ذلیل کہنا، گستاخ و گمراہ کہنا ہی سخت گیری ہے تو ایسی سخت گیری اسلام میں مذموم نہیں محمود ہے، ایسی باتیں کہنے والے اگر قرآن حکیم کا مطالعہ کرتے تو ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ

جاتیں، "سورۃ تبت یدا" ہی دیکھ لیتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں کیوں کہ اس کا نزول ہی ایک گستاخِ رسول کی مذمت میں ہوا ہے۔ "سورۃ حجرات" شریف میں بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جو ادب و احترام اور ان کے گستاخوں کا جو انجام بتایا گیا کیا ان سے تمہاری آنکھیں اندھی ہیں، خدارا شرم کرو اور عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جان قربان کرنے والے بن جاؤ، امام احمد رضا نے اسی پیغام کو عام کر کے دنیا و آخرت کی سرخروئی حاصل کی ہے۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ. تفضیل شیخین کریمین (حضرت سیدنا ابو بکر صدیق و حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما) پر امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مبسوط، مدلل اور بے نظیر کتاب 'مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین' لکھی ہے (جو امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف سے شائع ہوئی ہے) شیخین کی افضلیت و کرامت و وجاہت پر دلائل و براہین پیش کرنے کے بعد بطورِ خلاصہ بڑے پیارے انداز میں لکھتے ہیں: تنبیہ الختام: اے عزیز! دیکھا تو نے کہ آیاتِ قرآنیہ تفضیل شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو زور و شور سے ثابت فرما رہی ہیں اور اُن کی افضلیت مطلقہ کا منشور کس شد و مد سے سنا رہی ہیں، نفسانی خواہشوں اور طبعی رغبتوں پر کاربند ہونا کیسی ناسزا بات ہے۔ قرآن کے آگے کوئی منتہٰی نہ اس سے بڑھ کر کوئی مقتدیٰ، ہر حرف اس کا مسلمانوں کا ایمان ہے: لایاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ [سورۂ حم: ۴۲] باطل کو اس کی طرف راہ نہیں نہ اُس کے آگے نہ اُس کے پیچھے سے۔ اس کی شان ہے وہ خود فرماتا ہے:

وما اختلفتم فی شیء فحکمہ الی اللہ [سورۃ الشوریٰ: ۱۰] جس چیز میں تم مختلف ہو اس کا فیصلہ خدا کی طرف ہے۔ (مطلع القمرین، ص: ۲۰۵) مزید لکھتے ہیں: اے عزیز! کیا بعد ملاحظہ ان وجوہ باہرہ و حجج قاہرہ کے بھی شیخین کی وجاہت سب سے فائق و برتر نہ جانے گا؟ یا اسے باعثِ خیر و افضلیت نہ مانے گا؟ سخن اس فصل میں نہایت وسیع ہے اور منزلتِ شیخین احاطۂ بیان سے رفیع، مگر منصف سلیم العقل کے لئے اس قدر کافی ہے۔ دربند آں مباش کہ مضمون نماندہ است۔ صد سال سیتواں سخن از زلف یارست" اس بارے میں یہ گمان مت کرنا کہ مضمون باقی نہیں ہے بلکہ محبوب کی زلفوں کا تذکرہ کرتے کرتے صدیاں گذر گئیں" (ایضاً، ص: ۲۶۹) ایمانیات کے متعلق لکھتے ہیں: اے عزیز! جیسے تمام ایمانیات پر یقین لانے سے آدمی مسلمان ہوتا ہے اور ایک کا انکار کافر و مرتد کر دیتا ہے، اسی طرح سنی وہ جو تمام عقائد اہلِ سنت میں اُن کے موافق ہو، اگر ایک میں بھی خلاف کرتا ہے ہرگز سنی نہیں، بدعتی ہے۔ (ایضاً، ص: ۱۲۵)

فرقۂ ناجیہ اہلِ سنت و جماعت کی اتباع و پیروی کے متعلق امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ حضرت امام علامہ سید احمد مصری طحطاوی قدس سرہٗ کے حوالے سے لکھتے ہیں: اے گروہ

Scanned by CamScanner

مسلمین! تم پر فرقۂ ناجیہ اہلِ سنت و جماعت کی پیروی لازم ہے کہ خدا کی مدد اور اس کا حافظ و کارساز رہنا موافقت اہلِ سنت میں ہے، اور اس کا چھوڑ دینا اور غضب فرمانا اور دُشمن بنانا سنیوں کی مخالفت میں ہے، اور یہ نجات والا گروہ اب چار مذہب میں مجتمع ہے۔ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر رحمت فرمائے، اس زمانے میں ان چار سے باہر ہونے والا بدعتی، جہنمی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ص: ۲۹۲، جلد ۳)

سوادِ اعظم کی پیروی کے متعلق امام احمد رضا قدس سرہٗ کی نایاب تحریر: اے عزیز! خدا اور رسول سے ڈر، اور اپنے ایمان پر رحم کر، مسلمانوں کے خلاف راہ نہ چل اور زمرۂ خارقان اجماع سے نکل، شاید جو سخت وعیدیں اور دردناک تہدیدیں، مخالفت اجماع و مفارقت سوادِ اعظم پر وارد ہوئیں، ابھی تیرے گوش ہوش تک نہ پہونچیں، ورنہ مبتدعوں کا ساتھ نہ دیتا اور ایسی بلائے عظیم اپنے سر نہ لیتا، اب سن لے۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے: وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ط وَسَآءَتْ مَصِيْرًا [سورۃ النساء: ۱۱۵/۴]

اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا بری جگہ پلٹنے کی۔ (کنز الایمان)

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: خدا اس امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہ کرے گا۔ اور فرمایا: خدا کا ہاتھ جماعت پر ہے، پس بڑے گروہ کی پیروی کرو کہ جو الگ ہو گیا تنہا دوزخ بھیجا گیا۔ یعنی فرماتے ہیں: جو جماعت سے بالشت بھر جدا ہو جائے پس بہ تحقیق اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے نکال ڈالی۔ یعنی فرماتے ہیں: جو جماعت سے بالشت بھر الگ ہو، دوزخ میں جائے۔ یعنی فرماتے ہیں: جو جماعت سے جدا ہو اور بادشاہت اسلام کو ذلیل جانے خدا سے اس حال پر ملے کہ اس کے لئے کوئی حجت اور اپنی برأت کی دلیل نہ ہو۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تین شخص ہیں جن کی روزِ قیامت بات نہ پوچھی جائے گی: ایک وہ کہ جماعت سے مفارقت اور اپنے امام کی نافرمانی کرے اور اسی حال پر مر جائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک نماز فرض دوسری نماز فرض تک کفارہ ہوتی ہے ان گناہوں کا جو ان کے بیچ میں واقع ہوں، اور جمعہ جمعہ تک، اور رمضان رمضان تک، مگر تین گناہ ان سے نہیں مٹتے، (۱) شرک (۲) امام حق کی بیعت توڑنا (۳) اور ترکِ سنت۔ پھر فرمایا: ترکِ سنت کے معنیٰ ہیں جماعت سے نکل جانا۔ یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو وسطِ جنت چاہے جماعت کو لازم پکڑے کہ شیطان ایک کے ساتھ ہے، اور دو

سے دورتر۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بے شک شیطان آدمی کا بھیڑیا ہے، جیسے یہ بھیڑیا بکریوں کا، کہ اسی بکری کو پکڑتا ہے جو گلے سے بھاگ جائے، یا گلے سے دور ہو جائے، یا ایک کنارے پر ہو۔ اور بچاؤ اپنے کو پہاڑ کی گھاٹیوں، یعنی تنگ و تاریک راہوں سے جو طریقۂ واضحہ سنت و جماعت سے جدا ہیں اور لازم پکڑ و جماعت و جمہور کو۔

(مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین، ص: ۱۵۵ تا ۱۵۸، مطبوعہ، امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف ۱۴۳۳ھ)

مسئلۂ تکفیر میں امام احمد رضا کی احتیاط: بعض شر پسند یہ شر پھیلاتے رہتے ہیں کہ امام احمد رضا نے بات بات پر کفر و شرک کے فتوے دیے حالانکہ یہ بات خلافِ عقل ہے، جب ایک قاری انصاف و دیانت کے ساتھ فتاویٰ رضویہ وغیرہ کا مطالعہ کرتا ہے تو اسے مسئلۂ تکفیر میں امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی احتیاط دیکھ کر حیرت ہوتی ہے اور وہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ جس شخصیت کے متعلق اِس قدر بے بنیاد الزامات لگا کر اُسے بدنام کیا گیا وہ حکمِ تکفیر میں کس قدر محتاط ہے اور اُس کا دامن مسلمانوں کو کافر و مشرک بنانے سے بالکل پاک ہے، اسی خیال کے پیشِ نظر ذیل میں آپ کے فتاوے و کتب کے چند اقتباسات دیے جا رہے ہیں جن سے بخوبی اس بات کا اندازہ ہو جائے گا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ مسئلۂ تکفیر میں بے حد احتیاط سے کام لیتے تھے، کوئی آپ کی تحریروں سے اس بات کو کبھی ثابت نہیں کر سکتا کہ انہوں نے بلا تحقیق کسی ایک معین مسلمان کی بھی تکفیر کی ہو، بلکہ وہ نہایت واضح تحقیق اور آفتاب سے زیادہ حقیقت روشن ہونے کے بعد ہی اس قسم کا فیصلہ لیا کرتے تھے۔ آپ خود لکھتے ہیں: تکفیر اہلِ قبلہ واصحابِ کلمۂ طیبہ میں جرأت و جسارت محض جہالت، بلکہ سخت آفت، جس میں وبالِ عظیم و نکال کا صریح اندیشہ، والعیاذ باللّٰہ رب العالمین. فرضِ قطعی ہے کہ اہلِ کلمہ کے ہر قول و فعل کو اگر چہ بظاہر کیسا ہی شنیع و فظیع ہو حتی الامکان کفر سے بچائیں، اگر کوئی ضعیف سی ضعیف، نحیف سی نحیف تاویل پیدا ہو جس کی رو سے حکمِ اسلام نکل سکتا ہو تو اسی کی طرف جائیں، اور اس کے سوا اگر ہزار احتمال جانبِ کفر جاتے ہوں خیال میں نہ لائیں۔ حدیث میں ہے حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: الاسلام یعلو ولا یُعلیٰ اسلام غالب رہتا ہے مغلوب نہیں ہوتا۔ احتمالِ اسلام چھوڑ کر احتمالاتِ کفر کی طرف جانے والے اسلام کو مغلوب اور کفر کو غالب کرتے ہیں، والعیاذ باللّٰہ ربّ العالمین. حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کفوا عن اھل لاالٰہ الا اللّٰہ لاتکفروھم بذنب فمن اکفر اھل لاالٰہ الا اللّٰہ فھو الیٰ

Scanned by CamScanner

الکفر اقرب. لاالٰہ الا اللہ کہنے والوں سے زبان روکو، انہیں کسی گناہ پر کافر نہ کہو لاالٰہ الا اللہ کہنے والوں کو جو کافر کہے وہ خود کفر سے نزدیک تر ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ثلاث من اصل الایمان الکف عمن قال لاالٰہ الا اللہ ولایکفر بذنب ولایخرجہٗ من الاسلام بعمل تین باتیں اصلِ ایمان میں داخل ہیں، لاالٰہ الا اللہ کہنے والے سے باز رہنا اور اسے کسی گناہ کے سبب کافر نہ کہا جائے، اور کسی عمل پر اسلام سے خارج نہ کہیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: لاتکفروا احدا من اھل القبلۃ اہلِ قبلہ سے کسی کو کافر نہ کہو۔ اللہ اکبر لاالٰہ الا اللہ کی عظمت جانو، تو اہل لاالٰہ الا اللہ کی تکفیر سخت آفت مانو، یہاں زبان قابو میں ہے جسے چاہو کافر بتاؤ، مشرک کہہ جاؤ مگر اس دن کا بھی کچھ جواب بنا رکھو جب لاالٰہ الا اللہ کو اپنے قائلوں کی طرف سے جھگڑتا دیکھو۔ اے لاالٰہ الا اللہ اتارنے والے اہل لاالٰہ الا اللہ کو ہدایت فرما اور ہمیں لاالٰہ الا اللہ کے سچے ایمان پر دُنیا سے اٹھا۔ آمین (فتاویٰ رضویہ، ص:۵۹۶، ۵۹۷، جلد۵، کتاب النکاح/ اطائب التہانی فی النکاح الثانی، ص:۳۴ تا ۳۶) عبارت مذکور پر شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حضور مفتی اعظم ہند علامہ شاہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری علیہ الرحمہ نے بہت وقیع اور تحقیقی حاشیہ لکھا ہے وہ ملاحظہ ہو، آپ لکھتے ہیں: کسی قول یا فعل مسلم میں ایک ضعیف سے ضعیف، نخیف سے نخیف تاویل ایسی نکلتی ہو جس کے سبب حکم اسلام ہوسکتا ہو تو اسی کی طرف جانا لازم، اگرچہ اس میں ہزارا احتمال کفر کی جانب لے جائیں، اور جہاں کمزور سے کمزور تاویل بھی نہ ہو وہ قول یا فعل اصلاً تاویل نہ رکھتا ہو، یا تاویل وہاں نکلتی ہو مگر مقبول نہ ہو، جیسے کوئی کہے: من خدایم، اور تاویل کرے من خود آیم، یا کہے: میں رسول ہوں، یا پیغمبر ہوں، اور تاویل کرے کہ میں فلاں کا فرستادہ یا پیغام رساں ہوں۔ یہ تاویل ہرگز مقبول ومسموع نہ ہوگی، کہ اگر ایسی تاویل مان لی جائے تو عظیم فتنوں کا دروازہ کھل جائے اور حدودِ شریعت بالکل دَرہَم بَرہَم ہوجائیں، ایسے قول کے قائل اور ایسے فعل کے فاعل کو فوراً فوراً، بے شک، بے شبہہ، بے تامل کافر کہا جائے گا۔ جہاں تاویل مقبول نکلتی ہو اور مراد کا علم نہ ہو وہاں تکفیر میں جلدی جیسے سخت جرأت وجسارت ہے یہاں تکفیر میں تامل، ادنیٰ شبہہ، ذرا سا شک، سخت عظیم وبال، شدید نکال اور یقینی...... ایسی ہی جگہ کے لئے علما فرماتے ہیں: من شک فی کفرہٖ وعذابہٖ فقد کفر ایسا ہی قول یقینی تھا وہ جس پر قرآن عظیم نے فرمایا: لاتعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم جھوٹے بہانے نہ بناؤ تم کافر ہوچکے اپنے ایمان کے بعد۔ قرآن عظیم کا نازل فرمانے

والا عز جلالہٗ وعم نوالہٗ تو جسے کافر فرمادے وہ قطعاً کافر ہی ہے، اب اس کا قول لاکھ تاویل کا محل ہو مگر ''لاتعتذروا قد کفرتم'' ایسی ہی جگہ ارشاد ہوا جو اصلاً محل تاویل نہیں۔ احتمالِ کفر کے بارے میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ حاشیہ میں لکھتے ہیں: یہ جب ہے جب کہ قائل یا فاعل کی مراد معلوم نہ ہو، اور اگر مراد معلوم ہو کہ اس میں اس قول وفعل سے کفر ہی کا ارادہ کیا ہے تو بے شک وہ کافر ہے، قول یا فعل میں مثلاً ہزار پہلوئے اسلام ہوں اور ایک ہی پہلو کفر کا ہو جس کا اس نے ارادہ کیا، پھر مراد معلوم نہ ہونے کی صورت میں مفتی اس کو کافر نہ کہے اور یہی چاہیے کہ کیا عجب اس نے وہ قول یا فعل پہلوئے اسلام ہی مراد رکھ کر کیا ہو، اس کے یہ معنیٰ نہیں کہ اس نے اگر کفری معنیٰ سے وہ کہا یا کیا کافر نہ ہوا۔ علم الٰہی میں وہ قطعاً کافر ہوگیا مفتی یا کوئی اسے کافر کہے یا نہ کہے اگر اس نے کفری پہلو سے کسی کا ارادہ کیا تو مفتی کا اس کے قول یا فعل کو پہلوئے اسلام پر محمول کرنا اسے کچھ بھی فائدہ نہ دے گا، (فتاویٰ رضویہ، ص:۵۹۶، ۵۹۷، جلد۵، حاشیہ)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ مزید لکھتے ہیں: بالجملہ! اصل محل شبہہ نہیں ان صاحبوں (غیر مقلد وہابیوں) نے تقلید کو شرک وکفر اور مقلدین کو کافر ومشرک کہہ کر لاکھوں، کروڑوں علما واولیا وصلحا واصفیا بلکہ امتِ مرحومہ محمدیہ علیٰ مولٰہا وعلیہ التحیۃ والثناء کے دس حصوں سے نو علی الاعلان کافر ومشرک ٹھہرایا، وہی علامہ شامی قدس سرہٗ السامی کا ان کے اکابر کی نسبت ارشاد کہ اپنے طائفہ تالفہ کے سوا تمام عالم کو مشرک کہتے اور جو شخص ایک مسلمان کو بھی کافر کہے بظواہر احادیث صحیحہ کی بنا پر وہ خود کافر ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ایما امرئ قال لاخیہ کافر فقد باء بھا احدھما ان کان کما قال والا رجعت علیہ (صحیح مسلم: ۱/۵۷، باب: بیان حال ایمان) یعنی جو شخص کسی کلمہ گو کو کافر کہے تو ان دونوں میں ایک پر یہ بلا ضرور پڑے گی اگر جسے کہا وہ حقیقتاً کافر تھا جب تو خیر ورنہ یہ کلمہ اسی کہنے والے پر پلٹے گا۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اذا قال الرجل لاخیہ یا کافر فقد باء بہ احدھما. (بخاری شریف: ۲/۹۰۱، باب: من اکفر اخاہ) جب کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کو ''یا کافر'' کہے تو ان دونوں میں ایک کا رجوع اس طرف بے شک ہوگا۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: لیس من دعا رجلاً بالکفر او قال عدو اللہ ولیس کذٰلک الا حار علیہ ولا یرمی رجل رجلاً بالفسق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہٗ کذٰلک، ھذا مختصراً. (صحیح بخاری شریف: ۲/۸۹۳، باب: ماینھی عن السباب واللعن) جو شخص کسی کو کافر یا دشمن خدا کہے اگر وہ ایسا نہ ہو یہ کہنا اسی پر پلٹ آئے، اور کوئی شخص کسی کو فسق یا کفر کا طعن نہ کرے گا مگر یہ کہ وہ اسی پر اُلٹا پھرے

Scanned by CamScanner

گا؛ اگر جس پر طعن کیا تھا ایسا نہ ہوا، یہ اختصاراً ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ما اکفر رجل رجلاً قط الا باء بہا احدھما ان کان کافراً والا کفر بتکفیرہ (صحیح ابن حبان: ۱/۴۱۰، من اکفر انساناً) یعنی کبھی ایسا نہ ہوا کہ ایک شخص دوسرے کی تکفیر کرے اور وہ دونوں اس سے نجات پا جائیں، بلکہ ان میں ایک پر ضرور گرے گی اگر وہ کافر تھا تو یہ بچ گیا، ورنہ اسے کافر کہنے سے یہ خود کافر ہوا۔ احادیث پڑھنے کے بعد اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ کی تحقیقِ انیق پڑھئے، آنکھیں کھل جائیں گی، دل روشن ہو جائیں گے، الزام لگانے والے ذرا امام اہلِ سنت رضی اللہ عنہ کا یہ احتیاط بھی ملاحظہ کریں، کہ وہ کسی مسلمان کو کافر ومشرک کہنا کس قدر برا جانتے تھے، جب وہ خود کسی بھی مسلمان کو کافر ومشرک کہنا شنیع وقبیح جانتے تھے تو انہوں نے کیسے اور کس طرح مسلمانوں کو کافر بنایا، انہوں نے اپنی کتب وفتاویٰ میں بار بار، جگہ جگہ ان احادیث کو اس لئے نقل فرمایا جن میں کفر پلٹنے کا ذکر ہے تا کہ مسلمان کسی کو بھی کافر یا مشرک کہنے میں تامل کریں، پوری تحقیق کریں، صاحب معاملہ اگر زندہ ہے تو اس سے رابطہ کریں (جیسا کہ خود امام اہلِ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبرائے وہابیہ کی تکفیر کے وقت ایسا کیا) اس کے قول وفعل کو حتی الوسع اسلام پر محمول کریں، یہ سوچ وفکر کتنی صالح اور پاکیزہ ہے اس لئے افکار رضا کو سرسری نگاہ سے پڑھنے کے بجائے گہرائی میں اتر کر دیکھیں آپ پر سارے حقائق کھل جائیں گے۔

امام موصوف علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: اقول وباللّٰہ التوفیق! یہ معنیٰ خود انہیں احادیث سے ثابت، کہ ہر مشرک عدو اللہ ہے اور عدو اللہ کہنے کا حکم خود حدیث میں مصرّح، اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریح فرمائی کہ فاسق کہنا بھی پلٹتا ہے تو مشرک تو بہت بدتر بلکہ اخبث اقسام کفار سے ہے، تو عموماً "یا کافر" میں بھی دخول اولیٰ رکھتا ہے، والعیاذ باللّٰہ وسبحنہٗ تعالیٰ۔ وجہ اس پلٹنے کی جس طرح اربابِ قلوب نے افادہ فرمائی یہ ہے: کہ مسلمان کا حال مثل آئینہ کے ہے۔ ترک وہندو در من آں بیند کہ او ست۔ (ترک اور ہند مجھ میں وہی دیکھتا ہے جو اس میں ہے) المرء یقیس علیٰ نفسہ (انسان دوسرے کو اپنے اوپر قیاس کرتا ہے) جب اس نے اسے کافر یا مشرک یا فاسق کہا اور وہ ان عیوب سے پاک تھا تو حقیقتاً یہ اوصافِ ذمیمہ اسی کہنے والے میں تھے جن کا عکس اس آئینۂ الٰہی میں نظر آیا اور یہ اپنی سفاہت سے اُس کر یہ، بدنما شکل کو آئینۂ تاباں کی صورت سمجھا حالانکہ دامن آئینہ اس لوث وغبار سے صاف ومنزہ ہے، علما فرماتے ہیں جب اس نے اپنے اعتقاد میں اسے کافر سمجھا اور وہ کافر نہیں بلکہ مسلمان ہے تو اس نے دین اسلام کو کفر ٹھہرایا اور جو ایسا کہے وہ کافر ہے۔ اقول وباللّٰہ

التوفیق! توضیح اس دلیل کی "علیٰ حسب مرامھم" یہ ہے کہ کافر نہیں مگر وہ جس کا دین کفر ہے اور کوئی آدمی دین سے خالی نہیں نہ ایک شخص کے ایک وقت میں دو دین ہو سکیں، فانّ الکفر والاسلام علیٰ طرفی النقیض بالنسبۃ الی الانسان لایجتمعان ابداً ولا یرتفعان، قال تعالیٰ: اِمَّا شَاکِراً وَّاِمَّا کَفُوْراً، وقال تعالیٰ: وَمَا جَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِہٖ اب جو یہ شخص مثلاً زید مومن کو کافر کہتا ہے اس کے یہ معنیٰ کہ اس کا دین کفر ہے اور زید واقع میں بے شک ایک دین سے متصف ہے جس کے ساتھ دوسرا دین ہو نہیں سکتا تو لاجرم یہ خاص اسی دین کو کفر بتا رہا ہے جس سے زید اتصاف رکھتا ہے اور وہ دین نہیں مگر اسلام، تو بالضرورۃ اس نے دین اسلام کو کفر ٹھہرایا اور جو دین اسلام کو کفر قرار دے قطعاً کافر۔ (النہی الاکید الصلوٰۃ عن وراء عدی التقلید، ص: ۴۸ تا ۵۱/ فتاویٰ رضویہ: ۳/۳۰۸) مزید لکھتے ہیں: اس طائفۂ تالفہ (غیر مقلدین) کو سخت وقت کہ یہ قطعاً اپنے اعتقاد سے مسلمانوں کو کافر ومشرک کہتے اور اپنی تصانیف میں لکھتے اور اس پر فتوے دیتے ہیں تو باتفاق ہر دو مذہب ان کا کافر ہونا لازم، اور ان کے پیچھے نماز ایسی جیسے کسی یہودی یا نصرانی یا مجوسی یا ہندو کے پیچھے، لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلیّ العظیم۔ سبحان اللہ! کہ۔ کرد کہ نیافت، چاہ کن راہ چاہ در پیش۔ مسلمانوں کو ناحق مشرک کہا تھا احادیث صحیحہ ومذاہب ائمۂ کرام وفقہائے عظام پر خود انہیں کے ایمان کے لالے پڑ گئے، مگر حاش للہ ہم پھر بھی دامنِ احتیاط ہاتھ سے نہ دیں گے اور یہ ہزار ہمیں جو چاہیں کہیں ہم زنہار ان کو کفار نہ کہیں گے، ہاں ہاں یوں کہتے ہیں اور خدا ورسول کے حضور کہیں یہ لوگ آثم ہیں، خاطی ہیں، ظالم ہیں، بدعتی ہیں، ضال ہیں، مُضل ہیں، غوی ہیں، مبطل ہیں، مگر ہیہات کافر نہیں، مشرک نہیں، اتنے بدراہ نہیں اپنی جان کے دشمن ہیں، عدو اللہ نہیں، ہمیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیثیں اور اپنے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد: لانکفر احداً من اھل القبلہ یاد ہے اور جب تک تاویل وتوجیہ کی سب قابلِ احتمال ضعیف راہیں بھی بند نہ ہو جائیں مدعیِ اسلام کی تکفیر سے عبد، اہلِ سنت کو چاہیے ان سے بہت پرہیز رکھیں، ان کے معاملات میں شریک نہ ہوں اپنے معاملات میں انہیں شریک نہ کریں، ہم اوپر احادیث نقل کر آئے کہ اہلِ بدعت بلکہ فساق کی صحبت ومخالطت سے ممانعت آئی ہے، اور بے شک بدمذہب آگ ہیں اور صحبت موثر، اور طبیعتیں سرّاقہ، اور قلوب متقلب۔" (مرجع سابق، ص: ۵۲، ۵۳، ۵۴/ فتاویٰ رضویہ: ۳/۳۱۰، ۳۱۱) ایک جگہ بڑی وضاحت کے ساتھ لکھتے ہیں: مسلمان کو کافر کہنا سہل بات نہیں، صحیح حدیثوں میں فرمایا: کہ جو دوسرے کو کافر کہے اگر وہ کافر نہ تھا تو یہ کافر ہو جائے، اگرچہ اہلِ سنت کا مذہب مُحقّق ومنقح یہی ہے کہ ہمیں تاہم احتیاط لازم، اور

Scanned by CamScanner

اتنی بات پر حکم تکفیر ممنوع وناروا، اور احادیث مذکورہ تاویلات عدیدہ کا احتمال قائم مگر پھر بھی صدہا ائمہ مثل امام ابوبکر اعمش وجمہور فقہاء بلخ وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم ظاہر احادیث ہی پر عمل کرتے ہیں اور مسلمان کے مکفّر کو مطلقاً کافر کہتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ،ص:۱۸۶، جلد۱۱)

مزید ایک جگہ لکھتے ہیں: بالجملہ! مسلمانوں پر بدگمانی حرام، اور حتی الامکان اُس کے قول و فعل کو وجہ صحیح پر حمل واجب اور یہاں ارادۂ قلب پر بے تصریح قائل حکم لگانے کی اصلاً راہ نہیں، اور حکم بھی کیسا کفر وشرک کا، جس میں اعلیٰ درجہ کی احتیاط فرض، یہاں تک کہ ضعیف سے ضعیف احتمال بچاؤ کا نکلتا ہو تو اُسی پر اعتماد لازم، "کما حقق کل ذلک الائمۃ المحققون فی تصانیفھم الجلیلۃ" اگر بالفرض بعض کودن احمقوں پر بہ ثبوتِ شرعی ثابت بھی ہو کہ اُن کا مقصود معاذ اللہ عبادت غیر ہے تو حکم کفر صرف اُنہیں پر صحیح ہوگا، اُن کے سبب حکمِ عام لگا دینا اور باقی لوگوں کی بھی یہی نیت سمجھ لینا محض باطل ہے، قال اللّٰہ تعالیٰ: لَا تَزِرُوْا وَازِرَۃٌ وِزْرَاُخریٰ. (سبل الاصفیاء فی حکم الذبح للاولیاء، ص:۱۳/ فتاویٰ رضویہ: ۳۴۶/۸، ۳۴۷)

مزید لکھتے ہیں: ہاں! ضرور یہ ہے کہ ہم اِس باب میں قول متکلمین اختیار کرتے ہیں اور اُن میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں نہ ضروری دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے اُسے کافر نہیں کہتے، مگر یہ صرف برائے احتیاط ہے دربارۂ تکفیر، حتی الامکان احتیاط اِسی میں ہے کہ سکوت کیجئے۔ (ازالۃ العار بحجر الکرائم عن کلاب النار،ص:۱۸/ فتاویٰ رضویہ: ۲۶۱/۵، کتاب النکاح) مزید لکھتے ہیں: الحمد للہ! یہاں "ادفع بالتی ھی احسن" پر عمل اور کلمہ طیبہ کا ادب پیش نظر ہے کہ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کہنے والے کو حتی الامکان کفر سے بچاتے ہیں۔ یہ حسنِ احتیاط اللہ عزوجل نے ہم اہلِ سنت ہی کو عطا فرمایا ہے، اہلِ بدعت خصوصاً نجدیہ کہ یہ شخص جن کا معلم وامام ہے کفر وشرک کو نکے سیر کئے ہوئے ہیں، بات پیچھے اور کفر وشرک پہلے۔ (فتاویٰ رضویہ: ۲۵۱/۶، رضا اکیڈمی، ممبئی)

کہاں احتیاط کا یہ عالم! اور کہاں مسلمانوں کو کافر بنانے کا الزام۔ کیا یہ بات کسی جھوٹی تاریخ سازی اور الزام تراشی سے کم نہیں؟ افسوس ہے ایسی بے شرمی پر کہ جو شخص ہر وقت مسلمانوں کو کفر وشرک سے بچاتا ہو اسے اس طرح بدنام کیا جا رہا ہے کہ وہ تو مکفر المسلمین میں بڑا جذباتی ہے الامان والحفیظ. ایسا کہنے والے ذرا پہلے اسمٰعیل دہلوی، رشید احمد گنگوہی، اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی، خلیل احمد انبیٹھوی، وغیرہ کی دل آزار کتابیں دیکھ لیتے تو اس طرح بکواس نہ کرتے، مگر یہ عشق وادب بھی تو اہلِ سنت وجماعت ہی کو نصیب ہے۔

کیا ہر ایک بدعتی کافر ہے؟ اِس سوال کا جواب دیتے ہوئے امام اہلِ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں: فی الواقع جو بدعتی ضروریاتِ دین میں سے کسی شئ کا منکر ہو باجماعِ مسلمین یقیناً قطعاً کافر ہے، اگرچہ کروڑ بار کلمہ پڑھے، پیشانی اُس کی سجدے میں ایک ورق ہو جائے، بدن اُس کا روزوں میں ایک خاک رہ جائے، عمر میں ہزار حج کرلے، لاکھ پہاڑ سونے کے راہِ خدا پر دے، لا واللہ! ہرگز ہرگز کچھ مقبول نہیں، جب تک حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُن تمام ضروری باتوں میں جو اپنے رب کے پاس سے لائے تصدیق نہ کرے، ضروریاتِ اسلام اگر مثلاً ہزار ہیں تو اُن میں سے ایک کا بھی انکار ایسا ہے جیسا نو سو ننانوے کا، آج کل جس طرح بعض بے دینوں نے یہ روش نکالی ہے کہ بات بات پر کفر وشرک کا اطلاق کرتے ہیں اور مسلمانوں کو دائرۂ اسلام سے خارج کہتے ہوئے مطلق نہیں ڈرتے، حالانکہ حضور اصطفا علیہ افضل الصلاۃ والثناء ارشاد فرماتے ہیں فقد باء بہ احدھما یوں ہی بعض مداہنوں پر یہ بلا ٹوٹی ہے کہ ایک دشمنِ خدا سے صریح کلماتِ توہین آقائے عالمین حضور پرنور سید المرسلین الکرام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا اور ضروریاتِ دین کا انکار سنتے جائیں اور اُسے سچا پکا مسلمان بلکہ اُن میں کسی کو افضل العلماء، کسی کو امام الاولیاء مانتے جائیں، یہ نہیں جانتے یا جانتے ہیں اور نہیں مانتے کہ اگر انکارِ ضروریاتِ دین بھی کفر نہیں، تو عزیزو! بت پرستی میں کیا زہر گھل گیا ہے؟ وہ یہی آخر اِسی لئے کفر ٹھہری کہ اوّل ضروریاتِ دین یعنی توحید الٰہی جل وعلا کے خلاف ہے، کہتے ہیں وہ کلمہ گو ہے، نماز پڑھتا ہے، روزے رکھتا ہے، ایسے ایسے مجاہدے کرتا ہے، ہم کیوں کر اُسے کافر کہیں! اُن لوگوں کے سامنے اگر کوئی کلمہ پڑھے افعالِ اسلام ادا کرے بایں ہمہ دو خدا مانے شاید جب بھی کافر نہ کہیں گے؟ مگر اِس قدر نہیں جانتے کہ اعمال تو تابع ایمان ہیں، پہلے ایمان تو ثابت کرلو تو اعمال سے احتجاج کرو، ابلیس کے برابر تو یہ مجاہدے کا ہے کو ہوئے پھر اُس کے کیا کام آئے؟ جو اِن کے کام آئیں گے؟ آخر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک قوم کی کثرتِ اعمال اِس درجہ بیان فرمائی کہ: "تحقرون صلوتکم عند صلوتھم وصیامکم عند صیامھم او کما قال صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر اُن کے دین کا بیان فرمایا: "یمرقون من الدّین کما یمرق السھم من الرّمیۃ" رہی کلمہ گوئی تو مجرد زبان سے کہنا ایمان کے لئے کافی نہیں، منافقین تو خوب زور وشور سے کلمہ پڑھتے ہیں حالانکہ اُن کے لئے "فی الدّرک الاسفل من النّار" کا فرمان ہے، والعیاذ باللّٰہ! الحاصل! ایمان تصدیقِ قلبی کا نام ہے اور وہ بعد انکارِ ضروریات کہاں؟

(اعلام الاعلام بانّ ھندوستان دار الاسلام، ص:۱۵، ۱۶)

Scanned by CamScanner

ذرا آنکھیں کھول کر دیکھئے نا مسلمانوں کو کافر و مشرک بنانے والا کون؟ اور مظلوم و مطعون کون؟ خدا ایسوں کو عقل سلیم دے جو حق اور باطل کے درمیان امتیاز کر سکیں۔ پھر اِس الزام کا جواب دیتے ہیں کہ مولانا احمد رضا تکفیر مسلمین ہی کرتے رہتے ہیں بس! ذرا ہوش کے ناخن لے کر امام اہلِ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ واضح بیان پڑھ کہ وہ تکفیر مسلمین میں کتنے محتاط تھے آپ ہی کے رقم فرمودہ جملے نقل کئے جاتے ہیں تا کہ کسی شک کا شبہہ نہ رہے، امام اہلِ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں:

مسلمانو! تمہیں اپنا دین و ایمان اور روزِ قیامت و حضور بارگاہِ رحمٰن یاد دلا کر استفسار ہے کہ جب بندۂ خدا (احمد رضا) کی در بارۂ تکفیر یہ شدید احتیاط، یہ جلیل تصریحات۔ اِس پر تکفیر تکفیر کا افتراء کتنی بے حیائی، کیسا ظلم، کتنی گھنونی ناپاک بات، مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اور وہ جو کچھ فرماتے ہیں قطعاً حق فرماتے ہیں: اذالم تستحی فاصنع ماشئت" جب تجھے حیا نہ رہے تو جو چاہے کر۔ بے حیا باش و آنچہ خواہی کن، اِن عبارات (کفریہ مثل حفظ الایمان، ص:۷، تحذیر الناس، ص:۱۲، براہین قاطعہ، ص:۴۷) کو بغور نظر فرماؤ اور اللہ و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خوف کو سامنے رکھ کر انصاف کرو، یہ عبارتیں فقط اُن مفتریوں کا افتراہی رد نہیں کرتیں بلکہ صراحۃً صاف صاف شہادت دے رہی ہیں کہ ایسی عظیم احتیاط والے نے ہرگز اُن دشنامیوں (اشرف علی تھانوی، خلیل احمد انبیٹھوی، رشید احمد گنگوہی، قاسم نانوتوی) کو کافر نہ کہا جب تک یقینی قطعی، واضح روشن جلی طور سے اُن کا صریح کفر آفتاب سے زیادہ ظاہر نہ ہولیا، جس میں اصلاً اصلاً، ہرگز ہرگز کوئی گنجائش، کوئی تاویل نہ نکل سکی، کہ آخر یہ بندۂ خدا وہی تو ہے جو اِن کے اکابر پر ستر ستر وجہ سے لزوم کفر کا ثبوت دے کر یہی کہتا ہے کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لا الٰہ الاّ اللّٰہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہِ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے، اور حکم اسلام کے لئے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے، یہ بندۂ خدا وہی تو ہے جو خود اِن دشنامیوں کی نسبت (جب تک اُن کی دشناموں پر اطلاع یقینی نہ ہوئی تھی) اُ مہتر وجہ سے بحکم فقہائے کرام لزوم کفر کا ثبوت دے کر یہی لکھ چکا تھا کہ ہزار ہزار بار حاش للہ میں ہرگز اُن کی تکفیر پسند نہیں کرتا: جب کیا اُن سے کوئی ملاپ تھا اب رنجش ہوگئی؟ جب اُن سے جائیداد کی کوئی شرکت نہ تھی اب پیدا ہوگئی؟ حاشاللہ! مسلمانوں کا علاقہ محبت و عداوت، صرف محبت و عداوتِ خدا و رسول ہے، جب تک اِن دشنام دہوں سے دشنام صادر نہ ہوئی، یا اللہ و رسول کی جناب میں اُن کی دشنام نہ دیکھی سنی تھی اُس وقت تک کلمہ گوئی کا پاس لازم تھا، غایت احتیاط سے کام لیا، حتیٰ کہ فقہائے کرام کے حکم سے طرح طرح اُن پر کفر لازم تھا مگر

احتیاطاً اُن کا ساتھ نہ دیا اور متکلمین عظام کا مسلک اختیار کیا، جب صاف، صریح انکار ضروریاتِ دین و دشنام دہیِ رب العالمین و سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آنکھ سے دیکھی تو اب بے تکفیر چارہ نہ تھا کہ اکابر ائمۂ دین کی تصریحیں سن چکے کہ "من شک فی عذابہ و کفرہ فقد کفر" جو ایسے کے معذب و کافر ہونے میں شک کرے خود کافر ہے، اپنا اور اپنے دینی بھائیوں عوام اہلِ اسلام کا ایمان بچانا ضروری تھا لاجرم حکم کفر دیا اور شائع کیا۔ (تمہید ایمان، ص:۴۷، ۴۸)

واللّٰہ العظیم! امام احمد رضا قدس سرہٗ نے بلا تحقیق کبھی کسی ایک مسلمان کی بھی تکفیر نہ فرمائی، بلکہ وہ اِس مسئلہ میں حد درجہ احتیاط و تفحص و تفتیش سے کام لیتے تھے، جس کی بین دلیل آپ کی مذکورہ بالا عبارات و تصریحات ہیں اور آخری تحریر مبارک تو ساری بحث کا خلاصہ ہے، جسے پڑھ کر ہر انصاف پسند قاری ایمان سے امام احمد رضا کی محبت و حرمت کی شہادت دینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: تقربوا الی اللّٰہ ببغض اهل المعاصی والقوهم بوجوہٍ مکفهرۃٍ والتمسوا رضا اللّٰہ بسخطهم وتقربوا الی اللّٰہ بالتباعد عنهم اللہ کی طرف تقرب کرو فاسقوں کے بغض سے اور ان سے ترش رو ہو کر ملو، اللہ کی رضا مندی ان کی خفگی میں ڈھونڈو، اور اللہ کی نزدیکی ان کی دوری میں چاہو۔ امام اہلِ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں:

جب فساق کی نسبت یہ احکام ہیں تو مبتدعین کا کیا پوچھنا ہے کہ یہ تو فساق سے ہزار درجہ بدتر ہیں، اُن کی نافرمانی فروع میں ہے، اِن کی اصول میں، وہ گناہ کرتے اور اسے برا جانتے ہیں، یہ اُس سے اشد و اعظم میں مبتلا اور اُسے عین حق و ہدیٰ جانتے ہیں، وہ گاہ گاہ نادم و مستغفر، یہ گاہ و بے گاہ مصر و متکبر، وہ جب اپنے دل کی طرف رجوع لاتے ہیں اپنے آپ کو حقیر و بدکار اور صلحا کو عزیز و مقرب دربار بناتے ہیں، یہ جتنا غلو و توغل بڑھاتے ہیں اتنا ہی اپنے نفس مغرور کو اعلیٰ و بالا اور اہلِ حق و ہدایت کو ذلیل و پُر خطا ٹھہراتے ہیں، لہٰذا حدیث میں ان کی نسبت بدترین خلق وارد ہوا۔ (مرجع سابق، ص:۲۳، فتاویٰ رضویہ:۳/۲۹۴)

بدعتی کی صحبت کے متعلق حدیث شریف میں ہے: من وقر صاحب بدعۃ اعان علیٰ هدم الاسلام. (شعب الایمان:۳/۶۱، رقم:۹۴۶۴) جو کسی بدعتی کی توقیر کرے اس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد کی...... عاشقِ رسول: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ لکھتے ہیں: الحذر الحذر! کہ ان مصائب کا تحمل محال ہے اور ان بلاؤں کے اُٹھانے کی کسے مجال، عزیز اللہ سے اپنے نفس کو دوزخ و غضب الٰہی سے خرید لو اور شرار الخلق واعداء الخلق کا ساتھ نہ دو، خدا جانے تمہیں ان ہولناک آفتوں میں کیا میٹھا معلوم ہوتا ہے کہ جب ان سے ڈرائے جاتے ہو! ترش رو ہوتے اور تلخی کے ساتھ بدمزگی

Scanned by CamScanner

ظاہر کرتے ہو۔(مطلع القمرین، ص:۱۶۴)

ذیل میں فتاویٰ رضویہ سے ایک فتویٰ پیش کیا جارہا ہے جو آج کے حالات کے تناظر میں امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی فکر و بصیرت کے حوالے سے نہایت مفید معلوم ہوتا ہے؛ کیوں کہ آج ذرا ذرا سی بات پر ایک دوسرے کو وہابی اور بدمذہب کہہ دیا جاتا ہے، عقائد و معمولاتِ اہلِ سنت کی تحقیق کیے بغیر بد مذہبی کا حکم لگا دیا جاتا ہے، یہ صالح فکر نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی فکر سے دور رکھے، یہ بات میں عوام کے لئے لکھ رہا ہوں، تاکہ ہماری عوام ایسی باتیں کہنے سے اپنے آپ کو بچائے۔امام اہلِ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال ہوا کہ زید بہت پکا سنی ہے؛ اہلِ سنت کے طریقے پر قدم بقدم چلتا ہے؛ ایک ذرہ بھی وہابیت کا نقص نہیں پایا جاتا؛ وہابیوں سے متنفر رہتا ہے، الغرض عقائد میں کسی قسم کی خرابی نہیں، ایسے شخص کو بکر وہابی و کافر کہتا ہے چونکہ بکر نے زید کو بوقتِ اذان حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام مبارک پر انگشت کا بوسہ لیتے ہوئے اور درود شریف بلند آواز سے پڑھتے ہوئے نہ دیکھا، زید کہتا ہے کہ اذان کا جواب دینا اور درود شریف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام کے وقت دل میں پڑھنا چاہیے لہٰذا میں دل میں پڑھتا ہوں اور اذان کا جواب بھی دیتا ہوں، اور زید انگشت چومنے سے بھی انکار نہیں کرتا ہے، زید کے عقائد کی حالت بھی مذکور ہے اس صورت میں بکر کا زید کو کافر یا وہابی کہنا صحیح ہے یا نہیں؟ اگر صحیح نہیں ہے تو شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بکر کے بارے میں کیا حکم ہے؟

اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں: اگر یہ بیان واقعی ہے تو زید کو وہابی کہنا جائز نہیں، اور اسے خارج از اسلام ٹھہرانا سخت اشد کبیرہ ہے بکر پر توبہ فرض ہے، اور اس وقت درود شریف دل میں پڑھنے سے اگر زید کی مراد یہ ہے کہ زبان سے نہ پڑھی جائے تو غلط ہے، زبان سے پڑھنا لازم ہے اور بآواز ہونا مستحب ہے کہ اوروں کو بھی ترغیب و تذکیر ہو اور اس پر درود شریف نہ پڑھنے کی بدگمانی نہ ہو۔(فتاویٰ رضویہ، ص:۴۰۲، جلد۲)

ایک غلط فہمی کا ازالہ: حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ حاشیۂ فتاویٰ رضویہ کے اندر حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق ایک غلط فہمی کا ازالہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: دھوکہ دیتے اور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس محض کفر کا افترا کرتے ہیں، کہتے ہیں امام نے فرمایا ہے جس میں ۹۹/ باتیں کفر کی ہوں اور ایک اسلام کی ایسا شخص مسلمان ہے کافر نہیں، ادنیٰ سمجھ والا، مگر مسلمان سے انصاف طلب، کہاں تو یہ باطل، فاضح اور کہاں وہ حق واضح، کیسا اندھیر ہے، کیا جو ۱۰۰/ سجدے روز کرے ۹۹/ بت کو ایک اللہ کو، وہ کسی مسلمان کے نزدیک بھی مسلمان ہوگا نہ کہ امام اعظم کے نزدیک۔اعلیٰ حضرت

سیدنا الوالد الماجد قدس سرہٗ کے اس رسالۂ مبارکہ پر جو مسلمان نظر کرے گا وہ مفتریوں کے اس افترا پر کہ اعلیٰ حضرت کے پاس کفر کی مشین ہے سب کو کافر کہہ دیتے ہیں، پیہم......کرے گا، یہاں سے واضح ہوا کہ حضور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کس قدر تکفیر میں احتیاط فرماتے، جن کی انہوں نے تکفیر فرمائی وہ بے شک ایسے ہی ہیں کہ ان کے کلام میں کمزور سے کمزور تاویل بھی نہیں، اللہ اکبر! ان باحیا وہابی صاحبوں کی غیرت لائق تماشہ ہے خود تو بات بات پر مسلمانوں کو کافر و مشرک بتائیں جہاں کوئی کفر بھی نہ ہو وہاں کھلی تکفیر کرائیں......(حاشیۂ فتاویٰ رضویہ، ص:۵۹۷، جلد۵)

حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تکفیر مسلمین کے الزام کا جواب دیتے ہوئے اپنے فتاویٰ مصطفویہ میں مزید لکھتے ہیں: ذرا آنکھیں کھول، دل دماغ حاضر رکھ کر پڑھنے کی کوشش کیجئے کہ امام احمد رضا نے دربارۂ حکم تکفیر میں کس قدر احتیاط کے دامن کو تھام کر لاکھوں مسلمانوں کے ایمان و عقیدہ کو بچایا ہے اور صرف ضروریاتِ دین کے (چند) منکروں کو کافر بتایا ہے، یہ بات محقق ہے کہ کسی بھی ضروریاتِ دینی میں سے ایک کا منکر بھی کافر ہے۔درمختار میں ہے: **وان انکر بعض ماعلم من الدین ضرورة کفر بھافلایصح اقتداء بہ اصلا** (درمختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج۱/ ۳۰۰،۱۰۳، دار الفکر) فتاویٰ رضویہ میں ہے: مسلمانانِ اہلِ سنت کا مذہب یہ ہے کہ جو ضروریاتِ دین میں سے کسی شئ کا منکر ہو، یا اللہ عزوجل یا قرآن عظیم یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی نبی یا ملک کی توہین کرے، غرض کوئی قول یا فعل نافی و منافی ایمان وقطعاً قاطع اسلام کرے، وہ کافر ہے۔اگرچہ لاکھ کلمہ گو، نمازی، روزہ دار ہو۔(فتاویٰ رضویہ: ۱۱/ ۶۰) مزید امام اہلِ سنت قدس سرہٗ لکھتے ہیں: ضروریاتِ دین کا جس طرح انکار کفر ہے یونہی اُن میں شک و شبہہ اور احتمالِ خلاف ماننا بھی کفر ہے، یوںہی اُن کے منکر یا اُن میں شاک کو مسلمان کہنا یا اُسے کافر نہ جاننا بھی کفر ہے۔(فتاویٰ رضویہ: ۶/ ۵۹، ۶۰) مزید لکھتے ہیں: مسلمانو! اصل مدارِ ایمان ضروریاتِ دین ہیں، اور ضروریاتِ دین اپنی ذاتی روشن، بدیہی ثبوت کے سبب مطلقاً ہر ثبوت سے غنی ہوتے ہیں، یہاں تک کہ اگر بالخصوص اُن پر کوئی نص قطعی اصلاً نہ ہو جب بھی اُن کا وہی حکم رہے گا کہ منکر یقیناً کافر۔(فتاویٰ رضویہ: ۱۰/ ۵۲۶، رضا اکیڈمی، ممبئی)

حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ لکھتے ہیں: اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر یہ گندا افترا ہے کہ انہوں نے معاذ اللہ کئی ہزار مسلمانوں کو کافر بنادیا، یہ اُن لوگوں کا پروپیگنڈا ہے جو اپنے کفروں پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں اور اپنے واضح کفریات کی بنا پر علمائے عرب و عجم کی تکفیر کو بے اعتبار کرنا چاہتے ہیں، یہ شخص جس نے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی نسبت یہ کہا یا تو خود ان میں کا ایک ہے یا ان کا دام اُفتادہ، اُن کا

Scanned by CamScanner

فریب خوردہ، یہ سب مل کر پوری کوشش سے کسی ایک شخص کا نام لیں کہ فلاں شخص کو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز نے کافر بنایا ہے، ہزار تو درکنار۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے اُن لوگوں کی تکفیر کی ہے جنہوں نے جنت ودوزخ کا انکار کیا، فرشتوں اور شیاطین کا انکار کیا، نماز روزہ کا انکار کیا، اور وہ جنہوں نے اللہ ورسول کی کھلی کھلی توہینیں کیں، اس سُبُّوحٌ قُدُّوس جل مجدہٗ کو عیبی جانا، جھوٹ جیسے عیب کو اُس سے واقع مانا، چوری، شراب خوری، جہل وظلم جیسے عیوب کا اُس پاک ذات پر دھبا لگایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم عظیم سے شیطان لعین کے علم کو وسیع بتایا، شیطاں کے لئے علم غیب نص سے ثابت مانا اور حضور کے لئے ماننے کو شرک بتایا، یوں یا شیطان کو غیر خدا نہ جانا یا اپنے منہ شیطان کے لئے علم غیب مان کر مشرک ہوا، اور شرک کو نص سے ثابت جانا، اور جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم شریف کے بارے میں یہ لکھا: کہ ایسا علم تو زید وعمر بلکہ ہر صبی ومجنوں بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے حاصل ہے۔ (معاذ اللہ) اور وہ جس نے حضور خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نبوت کی تجویز کی، اور قرآن پر بے ربطی کی لَم لگائی، حضور کے بعد بلکہ حضور کے زمانہ میں کہیں کوئی نبی پیدا ہونے سے ختم نبوت میں کوئی خلل نہ جانا، خاتم النبیین کے نئے معنیٰ گھڑے اور جو معنیٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہٗ کرام اور آج تک تمام مسلمان سمجھتے رہے اُسے خیالِ عوام ٹھہرایا اور اُسے صحیح نہ جانا، اور وہ جنہوں نے اپنی نبوت ادعا کیا، اور جو ان جھوٹے مدعیوں کو نبی مانتے یا مجدِّد جانتے یا کم از کم مسلمان جانتے ہیں۔ اور وہ جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام یا کسی اور نبی کی توہینیں کیں ہیں یا اُن کی نبوت سے انکار کیا ہے اور محض مقدس بھاری واعظ اور ایک مصلح جانا ہے۔ اور وہ جنہوں نے مولیٰ علی کو خدا مانا، یا خدا کو اُن میں رَمَا ہوا ٹھہرایا یا حضرات اہل بیت کرام کو سوا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل جانا، جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غلط کار اور خائن ٹھہرایا، یا غیر نبی مولیٰ علی کو نبوت کا اہل، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی الانبیاء کو نبوت کے لائق نہ جانا، جن کا یہ عقیدہ ہے کہ نبوت بھیجی تو اللہ نے مولیٰ علی کو تھی اور جبرئیل غلطی سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے گئے۔ اور وہ جنہوں نے اس قرآن کو دخل بشری سے محفوظ نہ جانا، بیاض عثمانی ٹھہرایا، یا ناقص بتایا، جنہوں نے خدا پر یہ عیب لگایا کہ وہ حکم دے کر پچھتاتا ہے، وغیرہ وغیرہ کفریات۔ اور وہ جن کا یہ عقیدہ ہے جو لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے کیسے گندے گھنونے کفری عقیدہ رکھتا ہو مسلمان، اور وہ جو گاندی کی آندھی میں اڑے، جنہوں نے کھلے کھلے الفاظ کفریہ بکے، اور افعالِ کفریہ کئے۔

یونہی اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے ہر اُس شخص کی تکفیر کی ہے جو ضروریاتِ دین سے کسی ضروری دینی کا منکر ہو، اُن کے سوا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے کسے کافر کہا ہے؟.......... یہ دیوبندی

لوگوں کا پروپیگنڈا ہے، محض اس لئے کہ اُن کی حق تکفیر لوگوں کی نظر میں بے اعتبار ہو جائے، اُن لوگوں کے نزدیک کفر کرنا عیب نہیں، کافر کو کافر کہنا عیب ہے۔ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ہم ابھی آگے چل کر ثابت کریں گے کہ یہ جھوٹے مفتری دیوبندی جو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر تکفیر مسلمین کا جھوٹا افترا کرتے ہیں خود واقعی تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر مشرک جانتے ہیں، یونہی اُن لوگوں کی بھی جو ضروریات دین کے منکر ہوں تو یہ تکفیر کا رونا رونے والے اپنے طور پر کئی لاکھ یا کئی ہزار مسلمان کہلانے والوں کو کافر کہہ چکے ہیں۔ وہابی کی بناء مذہب ہی مسلمانوں کی تکفیر اور مشرک گری ہے، اُن کے نزدیک شرک امورِ عامہ سے ہے جس سے کوئی موجود خالی نہیں، اُن کے شرک [کی] بوچھاریں یہی نہیں کہ تمام زندہ، مردہ مسلمانوں ہی پر پڑی ہیں اور اُن کا شرک عالم گیر شرک ہے، بلکہ معاذ اللہ، اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھی اُن کا حکم شرک جاری ہے، اِس کی بحث جمیل اور اِس کے ثبوت جلیل دیکھنی ہوں تو رسالہ مبارکہ 'اکمال الطامہ علیٰ شرک سوی بالامور العامہ' دیکھیں۔ (فتاویٰ مصطفویہ، ص:۲۵۸ تا ۲۶۰، رضا اکیڈمی ممبئی)

حقیقت یہ ہے کہ امام احمد رضا کے یہاں تشدد نام کی کوئی چیز نہیں، تشدد کہاں اور کن کی کتابوں میں ہے مجھ سے نہیں خواجہ حسن نظامی کی زبانی سنئے، موصوف لکھتے ہیں: مولانا احمد رضا صاحب جو کہتے ہیں وہی کرتے ہیں اور یہ ایک ایسی خصلت ہے جس کی ہم سب کو پیروی کرنی چاہیے ان کے مخالف اعتراض کرتے ہیں کہ مولانا کی تحریروں میں سختی بہت ہے وہ بہت جلد کفر کا فتویٰ دوسروں پر لگا دیتے ہیں مگر شاید ان لوگوں نے مولانا اسمٰعیل دہلوی اور ان کے حواریوں کی دل آزار کتابیں نہیں پڑھیں جن کو سالہا سال سے صوفیائے کرام برداشت کر رہے ہیں، ان کتابوں میں جیسی سخت کلامی برتی گئی ہے اس کے مقابلے میں جہاں تک میرا خیال ہے مولانا احمد رضا صاحب نے اب تک بہت کم لکھا ہے، جماعتِ صوفیا علمی حیثیت سے مولانا موصوف کو اپنا بہادر، صف شکن اور سیف اللہ سمجھتی ہے اور انصاف یہ ہے کہ بالکل جائز سمجھتی ہے۔ (سہ ماہی افکار رضا، اپریل تا جون ۲۰۰۶ء، ممبئی)

اب بھی اگر آپ کے دل کو سکون نہ ہوا ہو تو امام اہلِ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ پُر درد بیان پڑھ لیجئے سکون مل جائے گا اور یہ الزام کہ امام احمد رضا متشدد تھے؛ یکسر ہوا ہو جائے گا، دل پر ہاتھ رکھ کر یہ اقتباس پڑھئے اور بار بار پڑھئے، ایک دن تمہارا دل ضرور چوٹ کھائے گا، جس میں امام اہلِ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہلِ سنت وجماعت کی پیروی واتباع اور اہلِ بدعت وضلالت سے بیزاری و دوری کا درسِ محبت دیا ہے، امام موصوف لکھتے ہیں: جانِ برادر! میرا مقصود اس بیان سے یہ ہے کہ ان

Scanned by CamScanner

عزیزوں کو خوابِ غفلت سے جگاؤں اور ان کے اقوالِ باطلہ کی شناعت باکلمہ انہیں جتاؤں کہ او بے پروا بکریو! کس نیند سو رہی ہو، گلہ دور پہونچا، سورج ڈھلنے پر آیا، گرگ خونخوار بظاہر دوست بن کر تمہارے کان پر تھپک رہا ہے کہ ذرا جھپٹا اور اپنا کام کرے، چوپایوں میں تمہاری بیجا ہٹ کے باعث اختلاف پڑ چکا ہے: بہت حکم لگا چکے کہ یہ بکریاں ہمارے گلے سے خارج ہیں، بھیڑیا کھائے، شیر لے جائے ہمیں کچھ کام نہیں اور جنہیں ابھی تک تم پر ترس باقی ہے وہ بھی تمہاری ناشائستہ حرکتوں سے ناراض ہو کر اپنے خاص گلے میں تمہارا آنا نہیں چاہتا، ہیہات! ہیہات! اس بے ہوشی کی نیند، اندھیری رات میں جسے چوپان سمجھ رہے ہو، واللہ وہ چوپان نہیں خود بھیڑیا ہے کہ ذیاب فی ثیاب کے کپڑے پہن کر تمہیں دھوکا دے رہا ہے، پہلے وہ بھی تمہاری طرح اس گلے کی بکری تھی حقیقی بھیڑیئے نے جب سے اسے شکار کیا اپنے مطلب کا دیکھ کر دھوکے کی ٹٹی بنالیا اب وہ بھی لئے دئے کی خیر مناتا اور بھولی بھیڑیوں کو لگا کر لے جاتا ہے۔ للہ اپنی حالت پر رحم کرو، اور جہاں تک دم رکھتے ہو ان گرگ ونائب گرگ سے بھاگو، جیسے بنے اس مبارک گلے میں جس پر خدا کا ہاتھ ہے کہ" یداللہ علی الجماعۃ" (جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے)
اور اس کے سچے راعی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں آکر ملو کہ امن چین کا رستہ چلو، اور مرغزار جنت میں بے خوف پھرو، اے رب میرے ہدایت فرما، آمین (سبحان السبوح، ص:۱۳۴/ فتاویٰ رضویہ:۶/۲۶۵)

اسی میں "التماس ہدایت اساس" کے عنوان سے امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں:
میں جانتا ہوں کہ فقیر کے اس رسالے پر حسبِ معمول سخن پروری وبحکم دستور تعصب وخودسری اگر بعض سلیم خاطرین شرمائیں گی، قبول وانصاف کو کام فرمائیں گی تو بہت عنادی طبیعتیں گرمائیں گی، جبلی نزاکتیں غصہ لائیں گی، جاہلی حمیتیں جوش دکھائیں گی، تعصبی حمایتیں ہمت پر آئیں گی و حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم الکفیل (ہمارے لئے اللہ کافی اور وہ سب سے بڑا کارساز، سب سے بہتر آقا اور سب سے بہتر کفالت فرمانے والا ہے) یہ سب کچھ قبول، کھسیانا عاجزوں کا قدیمی معمول، مگر "اِنَّمَآ اَعِظُکُمْ بِوَاحِدَۃٍ" (میں تمہیں ایک نصیحت کرتا ہوں) حق اسلام یاد دلا کر اتنا مامول کہ چند ساعت کے لئے تعصب ونفسانیت کو راہ بتائیں، مثنٰی وفرادیٰ، تنہا یا دو دو صاحب بیٹھ کر غور فرمائیں اگر کلام خصم حق وصواب ہو تو، للہ! حق سے کیوں اجتناب ہو، کیا قرآن نے نہ سنایا کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا: سَیَذَّکَّرُ مَنْ یَّخْشٰی وَیَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقٰی (عنقریب نصیحت مانے گا جو ڈرتا ہے اور اس سے وہ بڑا بدبخت دور رہے گا) اے میرے پیارے بھائیو! کلمۂ اسلام کے ہمراہیو!

اگرچہ نفسِ امارہ، رہزنِ عیارہ اور شیطان لعین اور اس کا معین، ولہٰذا خطا کا اقرار آدمی کو ناگوار، مگر واللہ! "وَاِذَا قِیْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ" (اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈر تو اسے اور ضد چڑھے گناہ کی) کی آفت سخت شدید، "اَلَیْسَ مِنْکُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ" (کیا تم میں ایک آدمی بھی نیک چلن نہیں) خدارا ذرا انصاف کو کام فرماؤ، خلق کا کیا کیا پاس خالق سے شرماؤ، کچھ دیکھا بھی کس پر امکانِ کذب کی تہمت دھرتے ہو؟ کس پاک بے عیب میں عیب آنے کا احتمال کرتے ہو؟ العظمۃ للہ! ارے وہ خدا ہے جو سب خوبیوں والا، ہر عیب ونقصان سے پاک نرالا، ذرا تو گریبان میں منھ ڈالو، جس نے زبان عطا فرمائی اس کے بارے میں تو زبان سنبھالو، وائے بے انصافی! تمہیں کوئی جھوٹا کہے تو آپے میں نہ رہو اور ملک وجبار، واحد وقہار کا جھوٹا ہونا ممکن کہو، یہ کون سی دیانت ہے؟ کیا انصاف ہے؟ اس پر یہ قہر اصرار یہ بلا انتساب ہے، اے طائفۂ حائفہ، اے قوم مفتون! مانو تو ایک تدبیر تمہیں بتاؤں، میرا رسالہ (سبحان السبوح) تنہائی میں بیٹھ کر بغور دیکھو، ان دو سو دلائل واعتراضات کو ایک ایک کرکے انصاف سے پرکھو، فرض کردم کہ دو سو میں سے استحالۂ کذبِ الٰہی پر صرف ایک دلیل اور تمہارے خیال اور تمہارے امام (اسمٰعیل دہلوی) کے ہذیانی اقوال پر فقط ایک ایک اعتراض قاطع ہر قال وقیل باقی رہ گیا، باقی سب تم نے جواب دے لیا، تو جانِ برادر! احقاقِ حق کو ایک دلیل کافی، ابطالِ باطل کو ایک اعتراض وافی، نہ کہ دلائل باہرہ، اعتراضاتِ قاہرہ صدہا سنو اور ایک نہ گنو، دل میں جانتے جاؤ کہ دلائل باصواب اور اعتراض لاجواب، مگر ماننے کی قسم، توبہ کی آن بلکہ اُلٹے تائید باطل کی فکر سامان، یہ تو حق پرستی نہ ہوئی، نشۂ تعصب میں سیاہ مستی ہوئی، پھر قیامت تو نہ آئے گی، حساب تو نہ ہو گا، خدا کے حضور سوال وجواب تو نہ ہوگا، اے رب میرے ہدایت فرما اور ان لجلجی آنکھوں کو کچھ تو شرما۔

اے کہ درساختۂ قطرۂ بارانی را — می توانی کہ دہی اشک مرا حسن قبول

اے اللہ! تو میرے آنسوؤں کو حُسنِ قبول دے سکتا ہے جیسا کہ تو بارش کے قطرہ کو موتی بنادیتا ہے۔ (مرجع سابق، ص:۱۵۱، ۱۵۲/ فتاویٰ رضویہ:۶/ ۲۷۳)

نہ جانے تشدد کس بَلا کا نام ہے جو ان غیر مفید دانشوروں کو امام احمد رضا کی تحریروں میں نظر آتا ہے، آپ نے ابھی ملاحظہ کیا کہ وہ کس خیر خواہی اور ہم دردی کے ساتھ وہابیہ کے کذبِ باری تعالیٰ کے باطل وفاسد عقیدے پر عقلی ونقلی دلائل سے اس کا رد وابطال فرماتے ہوئے انہیں غیرت دلا رہے تھے، کہ سوچو! تم کسے جھوٹا اور عیب دار بتا رہے ہو جو سب عیبوں سے پاک ہے، سب کا خالق ومالک ہے، جو ہر نقص وکمی سے منزہ ہے، کیا ایک سچا پکا مسلمان کبھی اس چیز کو برداشت کرسکتا ہے کہ اس کے

Scanned by CamScanner

معبودِ حقیقی کو کوئی بدطینت جھوٹا اور عیب والا کہے اور وہ خاموش تماشائی بنا کھڑا رہے، کیا کوئی شخص اس بات کو پسند کرسکتا ہے کہ کوئی اس کے ماں باپ، بھائی بہن کو اول فول بکے اور وہ چپ سادھ لے، جب یہ منظر نگاہوں کو برداشت نہیں تو کیا کوئی بے ادب و گستاخ اللہ تعالیٰ کو جھوٹا کہے، ہمارے معبود کو عیب لگائے، اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان گھٹائے، انہیں مر کر مٹی میں ملنے والا کہے تو کیا ہماری ایمانی غیرت و حمیت اس کو برداشت کرسکتی ہے؟ اے عقل مندو! اے دانشورو! تمہیں کیا ہوگیا جب امام احمد رضا نے ان بے ادبوں کی گستاخیاں، بے ادبیاں جو اللہ عزوجل اور اس کے پیارے محبوب کی بارگاہ میں تھیں ان کی سخت گرفت فرمائی تو تم نے انہیں متشدد گردانا، سخت گیر کہا، لعنت ہے تمہاری ایسی سوچ و فکر پر، یہ کیا دانشوری ہے کہ برائی و بے ادبی کے خلاف آوازِ حق اُٹھانا بھی جرم، ہائے افسوس! اللہ ایسے ضعیف الایمان لوگوں کو ایمانِ کامل کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ بار بار جان برادر! اے عزیز! پیارے بھائیو! کہنے والا بھی متشدِد! اور مسلمانوں کو بات بات پر کافر و مشرک اور بدعتی کہنے والے حضرات مصلح و مسلمان! اے میرے اللہ یہ دو رنگی اور طرفہ خیالی چہ معنی دارد؟ ایک شخص جو مسلمانوں کو بدعت و ضلالت، گستاخی و بے ادبی کی راہ سے بچاتا ہے متشدِد ہے اور وہ حضرات جو چھوٹی چھوٹی باتوں پر سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کو کافر و مشرک بناتے ہیں؛ خیر خواہ اور ہمدرد ہیں۔ الامان والحفیظ.

کفریہ اقوال پر ایمانی ضربیں: آپ نے پڑھ کر جب اچھی طرح جان لیا کہ امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بدمذہبوں، گستاخوں سے کوئی ذاتی عناد و تعصب نہ تھا تو اب چند وہ گستاخانہ تحریریں بھی بغور پڑھ لیں جن کی بنا پر آپ نے ان کا سخت نوٹس لیا اور ان کی گستاخی و بے ادبی اور کفر کو طشت از بام کیا، یہ صرف ان کا ہی نہیں بلکہ ہر ایک مومنِ کامل کا فرض اور اس کی ذمہ داری ہے کہ ایسی توہین و تنقیص کا رد و تعاقب کرے اور اپنے ایمانی جوش و جذبہ کا اظہار کرے؛ جسے امام احمد رضا نے کر دکھایا، ذیل میں چند گستاخانہ عبارات پر امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عاشقانہ و عارفانہ ایرادات پیش کئے جا رہے ہیں، جنہیں پڑھ کر آپ کا ذوقِ سلیم خود پکار پکار کر کہے گا کہ واقعی ایسے لوگ کسی بھی رو رعایت کے قابل نہیں ہیں جنہوں نے خدا اور رسول اور صحابہ و اولیا کی شان میں ایسے بدتہذیبی و بے ادبی اور گستاخی کے بول لکھے اور چھاپے ہیں، اب جگر تھام کر بیٹھئے اور ان باتوں کو پڑھئے جن سے دور سے بھی ایمانی خوشبو محسوس نہیں ہوتی اسی لئے تو امام احمد رضا نے ان کی گستاخی سے امتِ محمدیہ کو آگاہ و خبردار کیا۔

تقویۃ الایمان (اسمٰعیل دہلوی) میں ہے: ہمارا جب خالق اللہ ہے اور اس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہیے کہ اپنے ہر کاموں پر اس کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام؟ جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام

ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوہڑے، چمار کا تو کیا ذکر ہے۔ (ص:۱۹)

اب اس گستاخ قلم کی جسارت پر امام احمد رضا کا جوشِ ایمانی ملاحظہ کریں، لکھتے ہیں: مسلمانو! ایمان سے کہنا حضرات انبیا و اولیا علیہم الصلاۃ والسلام کی نسبت ایسے ناپاک ملعون الفاظ کسی ایسے کی زبان سے نکل سکتے ہیں جس کے دل میں رائی برابر ایمان ہو، شاید اس شخص نے اور طائفہ کی نسبت سچ ہی کہا تھا کہ پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا کہ ان میں کوئی ایسا بھی نہ رہا جس کے دل میں دانہ خردل کے برابر ایمان ہو، اور حضرات انبیا سے اسے کچھ کام نہ ہونا بہت ٹھیک ہے کہ جب اس کے اس میلے گندے مذہب میں ان کا ماننا ہی روا نہیں بلکہ کفر ہے، تو دین تو یوں گیا، اور دنیا جو ایسوں کی غایت مرام اور مبلغ علم ہے اس میں کسی نبی کی سرکار سے نکا مہینہ جمعہ کی روٹی ملنے کی بھی امید نہیں تو زالِ دنیا کے ایسے کمانے والے پوتوں کو انبیا علیہم الصلاۃ والسلام سے کام ہونے کا کیا باعث۔" (الکوکبۃ الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ، ص:۲۹)

صراط مستقیم (اسمٰعیل دہلوی) میں ہے: بمقتضائے ظلمٰت بعضہا فوق بعض از وسوسۂ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر ست، وصرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آن از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند، بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ و خر خود ست، کہ خیال آں با تعظیم و اجلال بسویداے دل انسان می چسپد بخلاف خیال گاؤ و خر کہ نہ آں قدر چسپید گی می بود و نہ تعظیم بلکہ مہان و محقری بود و ایں تعظیم و اجلال غیر کہ در نماز ملحوظ و مقصود می شود بشرک می کشد۔ (ص:۹۵)

"ظلمات بعضہا فوق بعض کی بنا پر زنا کے وسوسہ سے اپنی بیوی سے مجامعت کا خیال کرنا بہتر ہے اور اپنی ہمت کو شیخ اور ان جیسے معظم لوگوں خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں، کی طرف مبذول کرنا اپنے گائے اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے کئی گنا بدتر ہے، کیوں کہ ان کا خیال تعظیم اور اجلال کے ساتھ انسان کے دل کی گہرائی میں چپک جاتا ہے، بخلاف گدھے اور گائے کے خیال میں نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور نہ ہی تعظیم، بلکہ اِن کا خیال بے تعظیم اور حقیر ہوتا ہے، اور یہ غیر کی تعظیم و اجلال نماز میں ملحوظ و مقصود ہو تو شرک کی طرف کھینچ لیتی ہے"...... امام احمد رضا ایک سچے عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے وہ کیوں کر خاموش رہ سکتے تھے، وہ تو یہی چاہتے تھے کہ لوگ انہیں کچھ بھی کہیں مگر ان کے سرکار اور تاج دار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کچھ نہ کہیں، اس کفریہ اور شرکیہ بول پر اپنی غیرتِ ایمانی کو جوش دیتے ہوئے اس طرح لکھتے ہیں: مسلمانو! خدارا ان

Scanned by CamScanner

ناپاک ملعون شیطانی کلموں کو غور کرو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نماز میں خیال لے جانا ظلمات بالائے ظلمات ہے، کسی فاحشہ رنڈی کے تصور اور اس کے ساتھ زنا کا خیال کرنے سے بھی برا ہے، اپنے بیل یا گدھے کے تصور میں ہمہ تن ڈوب جانے سے بدر جہا برا ہے، ہاں! واقعی رنڈی نے تو دل نہ دُکھایا، گدھے نے تو کوئی اندرونی صدمہ نہ پہونچایا، نیچا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دکھایا، کہ قرآن عظیم میں وخاتم النبیین پڑھ کر تازی بنوتو کا دربار جلایا، ان کا خیال آنا کیوں نہ قہر ہو ان کی طرف سے دلوں میں کیوں نہ زہر ہو، مسلمانو! للہ انصاف! کیا ایسا کلمہ کسی اسلامی زبان وقلم سے نکلنے کا ہے، حاش للہ! پادریوں، پنڈتوں وغیرہم کھلے کافروں، مشرکوں کی کتابیں دیکھو جو انہوں نے بزعم خود اسلام جیسے روشن چاند پر خاک ڈالنے کو لکھی ہیں شاید ان میں بھی اس کی نظیر نہ پاؤ گے کہ ایسے ناپاک کھلے لفظ تمہارے پیارے نبی، تمہارے سچے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت لکھے ہوں کہ انہیں مواخذۂ دنیا کا اندیشہ ہے مگر اس مدعی اسلام بلکہ مدعی امامت کا کلیجہ چیر کر دیکھئے کہ اس نے کس جگر سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت بے دھڑک یہ صریح سبّ و دُشنام کے لفظ لکھ دیے، اور روز آخر اللہ عزیز غالب قہّار کے غضب عظیم وعذابِ الیم کا اصلاً اندیشہ نہ کیا، مسلمانو! کیا ان گالیوں کی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اطلاع نہ ہوئی؟ یا مطلع ہو کر اِن سے اُنہیں ایذا نہ پہونچی، ہاں! واللہ واللہ! اُنہیں اطلاع ہوئی، واللہ واللہ! انہیں ایذا پہونچی، واللہ واللہ! جو انہیں ایذا دے اس پر دنیا و آخرت میں اللہ جبار و قہار کی لعنت، اُس کے لئے سخت کا عذابِ شدید کی عقوبت، اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا بے شک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ نے لعنت فرمائی دنیا و آخرت میں، اور ان کے لئے بنا رکھا ہے ذلت والا عذاب۔ (مرجع سابق، ص: ۳۰) مسلمانو! ذرا اس ناپاک وجہ کو تو خیال کرو (خاکش بدہن) یہ بدر جہا بدتر ہونا اسی لئے ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آیا تو عظمت کے ساتھ آئے گا اور گدھے کا حقارت سے، تو نماز میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصور آنا اس شرک پسند کے نزدیک شرک تک پہونچائے گا۔ اقول: الحمد للہ! محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت تو رفیع الدرجات ذو العرش جلّ وعلا کی بنائی ہوئی ہے، کسی کافر یا کافر منش کے مٹائے نہ مٹے گی، چودہویں رات کے چاند کا چمکتا نور کہیں کُتّوں کے بھونکنے سے کم ہوا ہے۔

مہ فشاند نور وسگ عوعو کند   ہر کسے بر خلقت خودی تند

چاند نور پھیلا رہا ہے اور کتا عوعو کرتا ہے، ہر ایک اپنی اپنی فطرت ظاہر کرتا ہے۔

اس شخص کے نزدیک نماز میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال آنا موجب شرک، کہ جب وہ آئے گا عظمت کے ساتھ آئے گا مگر واللہ العظیم کہ شریعتِ رب العرش الکریم میں نماز بے ان کے خیالِ باعظمت وجلال کے ناقص ہے، اس سے کہو کہ اپنے شریکوں کو جمع کرے اور قہر والے عرش کے مالک سے لڑائی لے، کہ تو نے کیوں ایسی شریعت بھیجی جس نے نماز کی ہر دو رکعت پر التحیات واجب کی، اور اس میں السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، اشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ پڑھنا، عرض کرنا لازم کیا، مسلمانو! کیا ان کے پڑھنے کا حکم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف خیال کرنے کا حکم نہ ہوا، بے شک ہوا اور واقعی اُن کا خیال مسلمان کے دل میں جب آئے گا عظمت وجلال ہی کے ساتھ آئے گا کہ اُس کا تصور اُن کے پاک مبارک تصور کو لازم: بین بالمعنیٰ الاخص ہے، اور عرضِ سلام تو خاص بغرض ذکر و اکرام ہی ہے تو یہاں نہ صرف اُن کے خیال بلکہ خاص نماز میں اُن کے ذکر وتکریم کا حکم صریح ہے، ولکن المنٰفقین لایعلمون (مرجع سابق، ص: ۳۴، ۳۵)

تقویۃ الایمان میں ہے: حاجتیں برلانی اللہ ہی کی شان ہے: کسی انبیا اولیا کی یہ شان نہیں، جو کسی کو مصیبت کے وقت پکارے وہ مشرک ہو جاتا ہے- اسی میں لکھا: جو کوئی انبیا اولیا کی اس قسم کی تعظیم کرے، مشکل کے وقت ان کو پکارے اِن باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے، ان چاروں طرح کے شرک کا صریح قرآن وحدیث میں ذکر ہے..... اللہ سے زبردست کے ہوتے ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہونچا سکتے محض بے انصافی ہے کہ ایسے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارہ لوگوں کو ثابت کیجئے۔ (۱۰، ۱۲، ۲۹)

اس کفریہ بول کے متعلق امام احمد رضا لکھتے ہیں: حضرات اولیا و انبیا علیہم افضل الصلوٰۃ والسّلام کو ناکارہ لوگ کہا، کیا یہ اُن کی جناب میں کھلی گستاخی نہیں، کیا انبیا علیہم الصّلوٰۃ والسّلام کی شان میں گستاخی کفرِ خالص نہیں، جس کی تفصیل شفا شریف اور اسی کی شروح وغیرہا کتب ائمہ میں ہے۔ (مرجع سابق، ص ۲۹)

مکہ معظمہ ومدینہ طیبہ زادھما اللہ شرفاً وتعظیماً اہلِ ایمان کے نزدیک دونوں حرم ہیں جن کی حرمت وعزت احادیثِ متواترہ سے ثابت ہے: ہر ایک مسلمان دل وجان سے اُن کی حرمت و عظمت کو تسلیم کرتا ہے، اسی لئے وہاں کے در و دیوار، میدان و بیابان، صحرا و جنگلات کا ادب واحترام بجا لاتا ہے، مگر وہابیوں کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی کے نزدیک مدینہ شریف کے جنگلات وصحرا کا اُسی طرح ادب کرنا جس طرح مکہ شریف کے جنگلات کا ادب واحترام کیا جاتا ہے، شرک ہے، جناب کے قلم کی جسارت وگستاخی دیکھئے، لکھتے ہیں: گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا یعنی وہاں شکار نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا یہ کام اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لئے بتائے ہیں، پھر جو کوئی کسی پیر، پیغمبر یا بھوت وپری کے

Scanned by CamScanner

مکانوں کے گرد وپیش کے جنگل کا ادب کرے سو اُس پر شرک ثابت ہے۔ (تقویۃ الایمان، ص:۱۹)

شرک شرک کی رَٹ لگانے والے اِس گستاخ و بے ادب و بے باک اور آزاد قلم کی جسارت پر مجدد اعظم اعلیٰ حضرت، عاشقِ رسول؛ امام احمد رضا محدث بریلوی قدّس سرہٗ کے قلمِ حق رقم کا ایمانی تیور ملاحظہ کیجئے، آپ لکھتے ہیں: کیوں نہ ہم کہتے تھے کہ یہ ناپاک مذہب، ملعون مشرب اِسی لئے نکلا ہے کہ اللہ و رسول تک شرک کا حکم پہونچائے، پھر اور کسی کی کیا گنتی؟ تُف ہزار بر روئے بد دینی، اب دیکھنا ہے کہ اِس امام بے لگام کے مقلد کہ بڑے موحد بنے پھرتے ہیں اپنے امام کا ساتھ دیتے ہیں یا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھنے کی کچھ لاج رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بے شمار درودیں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اُن کے ادب داں غلاموں پر۔

تنبیہ نبیہ! مسلمانو! صرف یہی نہ سمجھنا کہ اِس گمراہ امام طائفہ کے نزدیک حرم محترم حضور پُر نور مالک الامم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب ہی شرک ہے، نہیں نہیں بلکہ اُس کے مذہب میں جو شخص حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سراپا طہارت کے لئے مدینہ طیبہ کو چلے اگرچہ چار پانچ ہی کوس کے فاصلے سے (کہ کہیں وہابیت کے شدِّ رحال کا ماتھا نہ ٹھنکے) اُس پر راستے میں بے ادبیاں، بے ہودگیاں کرتے چلنا فرضِ عین وجزوِ ایمان ہے، یہاں تک کہ اگر اپنے مالک و آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت وجلال کے خیال سے باادب مہذب بن کر چلے گا اُس کے نزدیک مشرک ہو جائے گا، اُسی کتاب ضلالت مآب (تقویۃ الایمان) کے اُسی مقام میں رستے میں نامعقول باتیں کرنے سے بچنا بھی اِنہیں امور میں گنا دیا جنہیں خدا پر افترا کر کے کہتا ہے: یہ سب کام اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لئے اپنے بندوں کو بتائے ہیں جو کوئی کسی پیر و پیغمبر کے لئے کرے اُس پر شرک ثابت ہے۔ (ص:۱۹) سبحان اللہ! نامعقول باتیں کرنا بھی جزوِ ایمانِ نجدیہ ہے، بلکہ سچ پوچھو تو اُن کا تمام ایمان اِسی قدر، وہ تو خیر یہ ہوگئی کہ مجتہد الطائفہ کو یہ عبارت لکھتے وقت آیۂ کریمہ " فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَاجِدَالَ فِي الْحَجِّ " پوری یاد نہ آئی ورنہ راہِ مدینہ میں فسق و فجور کرتے چلنا بھی فرض کہہ دیتا، وہ بھی ایسا کہ جو وہاں فسق سے باز آئے مشرک ہو جائے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلیّ العظیم.

لطیفۂ حقہ! حضرات نجدیہ خدارا انصاف! کیا افعال عبادت سے بچنا انبیا و اولیا ہی کے معاملہ سے خاص ہے؟ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ شرک کے کام جائز؟ نہیں نہیں، جو شرک ہے ہر غیر خدا کے ساتھ شرک ہے تو آپ حضرات جب اپنے کسی نذیر بشیر یا پیر فقیر یا مرید رشید یا دوست عزیز کے یہاں جایا کیجئے تو راستے میں لڑتے جھگڑتے ایک دوسرے کا سر پھوڑتے ماتا رگڑتے

چلا کیجئے ورنہ دیکھو کھلم کھلا مشرک ہو جاؤ گے، ہرگز مغفرت کی بو نہ پاؤ گے کہ تم نے غیر حج کی راہ میں اِن باتوں سے بچ کر وہ کام کیا جو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لئے اپنے بندوں کو بتایا تھا، اور اِس جوتی پیزار میں یہ نفع کیسا ہے کہ ایک کام میں تین مزے، جدال ہونا تو خود ظاہر اور جب بلاوجہ ہے تو فسوق بھی حاضر اور رفث کے معنیٰ ہر نامعقول بات کے ٹھہرے تو وہ بھی حاصل، ایک ہی بات میں ایمان نجدیت کے تین رکن کامل۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلیّ العظیم. الحمد للہ! خامۂ برق بار رضا خرمن سوز ہی نجدیت میں سب سے نرالا رنگ رکھتا ہے، والحمد للہ رب العالمین۔

(منبۃ اللّبیب انّ التشریع بید الحبیب، ص:۱۸ تا ۲۰/ الامن والعُلیٰ، ص:۱۲۳، ۱۲۴)

وہابیوں کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی نے لکھا کہ: پیغمبر خدا نے بیان کر دیا کہ مجھ کو نہ قدرت ہے کچھ غیب دانی، میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے نفع نقصان کا مالک نہیں تو دوسرے کا تو کیا کر سکوں، غرض کہ کچھ قدرت مجھ میں نہیں، فقط پیغمبری کا مجھ کو دعویٰ ہے۔ اور پیغمبر کا اتنا ہی کام ہے کہ برے کاموں پر ڈرا دیوے اور بھلے کام پر خوشخبری سنا دیوے، دل میں یقین ڈال دینا میرا کام نہیں، انبیا میں اِس بات کی کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے عالم میں تصرف کی کچھ قدرت دی ہو، مرادیں پوری کر دیویں یا فتح و شکست دے دیویں یا غنی کر دیویں یا کسی کے دل میں ایمان ڈال دیویں، اِن باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں، عاجز اور بے اختیار۔ (تقویۃ الایمان)

اے عزیز! ذرا ٹھنڈے دماغ سے غور کر، کہ کس طرح حضور تاجدارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت و رفعت کو گھٹانے کی نازیبا کوشش کی ہے، اور کیسی کھلی گستاخی کی ہے۔ کیا ایک سچے مومن کا دل ایسی گستاخی اور بے ادبی کو کبھی برداشت کر سکتا ہے کہ اُس کے رسول اور نبی کو ایک عام، بے بس اور مجبور انسان کہا جائے؟ اگر نہیں، تو پھر یہ الزام صرف امام احمد رضا پر کیوں کہ اُنہوں نے وہابیت و نجدیت کا شدت کے ساتھ رد کیا؟ اگر اتنا سب کچھ سننے اور دیکھنے کے بعد امام احمد رضا نے ان کا تعاقب کیا اور ان کی گمراہ کن تحریرات سے عوام اہلِ سنت کو بچایا تو کون سا جرم کیا؟ کیا غلامیِ مصطفیٰ اور عشق و تعظیم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاطر اُنہیں اتنا بھی حق نہیں تھا کہ وہ اِن کھلی گستاخیوں کا پردہ چاک کرتے؟ دیکھ! عقل کے ناخن لے ایسی دریدہ دہنی اور بے ادبی تیری آخرت برباد کر دے گی اور تجھے دُنیا سے بے ایمان ہو کر جانا پڑے گا، نصیحت کے یہ بول تیرے لئے سودمند ہیں، اِس لئے اپنی عقبیٰ کی فکر کر، اور گستاخی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سچے دل سے توبہ کر لے، انبیا و اولیا کا دامن مضبوطی سے تھام لے، کیوں کہ اُن کی بارگاہ میں ادنیٰ سی گستاخی و بے ادبی بھی دل سے ایمان صاف کر

Scanned by CamScanner

دیتی ہے۔ اب عاشقِ رسول امام احمد رضا قدس سرہٗ کے ادب بھرے کلمات سے اپنی نگاہ روشن کر، دیکھ کس محبت کے ساتھ لکھتے ہیں: مسلمانو! اِس گمراہ کے اِن الفاظ کو دیکھو اور اُن آیتوں، حدیثوں سے کہ اب تک گذریں ملاؤ، دیکھو یہ کس قدر شدت سے خدا اور رسول کو جھٹلا رہا ہے، خیر اُسے اُس کی عاقبت کے حوالے کیجئے، شکرِ اُس اکرم الاکرمین کا بجالایئے جس نے ہمیں ایسے کریم، اکرم، دائم الکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ سے ایمان دلوایا، اُن کے کرم سے امید واثق ہے کہ بعونہٖ تعالیٰ محفوظ بھی رہے۔

تو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا　　　تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا

(الامن والعُلیٰ، ص:۱۲۹)

وہابیوں کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ: اُنہوں نے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) فرمایا کہ سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں اور لوگ غافل۔ (تقویۃ الایمان) عاشقِ رسول؛ امام احمد رضا قدس سرہٗ لکھتے ہیں: مسلمانو! للہ انصاف یہ اِس کس ناکس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائلِ جلیلہ وخصائصِ جمیلہ وکمالاتِ رفیعہ ودرجاتِ منیعہ جن میں زید وعمر کی کیا گنتی انبیا ومرسلین وملائکہ مقربین علیہم الصلاۃ والتسلیم کا بھی حصہ نہیں سب یک لخت اُڑادیے، سب لوگوں سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتیاز صرف دربارۂ احکام رکھا اور وہ بھی اتنا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واقف ہیں اور لوگ غافل، تو انبیا سے تو کچھ امتیاز رہا ہی نہیں کہ وہ بھی واقف ہیں غافل نہیں، اور امتیوں سے بھی امتیاز اُتنی ہی دیر تک ہے کہ وہ غافل رہیں واقف ہوجائیں تو کچھ امتیاز نہیں کہ اب وقوف وغفلت کا تفاوت نہ رہا اور امتیاز اِس میں منحصر تھا۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ. مسلمانو! دیکھا یہ حاصل ہے اُس شخص کے دین کا، یہ پچھلا کلمہ ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اُس کے ایمان کا جس پر اُس نے خاتمہ کیا۔ حالانکہ واللہ دربارۂ احکام میں بھی صرف اُتنا ہی امتیاز نہیں بلکہ حضور حاکم ہیں، صاحبِ فرمان ہیں، مالکِ افتراض ہیں، والیٔ تحریم ہیں۔ سُن اور سرکش احکام سے اپنے نزدیک واقف تو تو بھی ہے پھر تجھے کوئی مسلمان کہے گا کہ شریعت کے فرائض تیرے فرض کئے ہوئے ہیں، شرع کے محرمات تو نے حرام کردیے ہیں، جن پر زکاۃ نہیں اُنہیں تو نے معاف کردیا ہے، شریعت کا راستہ تیرا مقرر کیا ہے، شرع میں تیرے احکام بھی ہیں، اور وہ احکامِ احکامِ خدا کے مثل مساوی ہیں، مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے یہ سب باتیں کہی جاتی ہیں، خود محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہیں۔ لہٰذا فقیر نے صرف اِسی قسم احادیث پر اقتصار کیا اور بفضلہٖ تعالیٰ اپنا نیزۂ خارا گذار وآہن گذار اِن گستاخان چشم بند ودہن باز کے دل وجگر کے

پار کردیا۔

وللّٰہ الحمد۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں علامہ شہاب الدین خفاجی پر کہ نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں قصیدۂ بُردہ شریف کے اِس شعر۔

نبینا الآمر الناھی فلا احدٌ　　　ابرُّ فی قول لاٰ منہُ ولا نعم

(ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صاحب امر ونہی تو اُن سے زیادہ ہاں اور نہ کے فرمانے میں کوئی سچا نہیں) کی شرح میں فرماتے ہیں: معنیٰ نبینا الآمر الخ. انّہٗ لا حاکم سواہُ ﷺ فھو حاکمٌ غیر محکوم ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صاحب امر ونہی ہونے کے یہ معنیٰ ہیں کہ حضور حاکم ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا عالم میں کوئی حاکم نہیں نہ وہ کسی کے محکوم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(الامن والعُلیٰ، ص:۱۶۱،۱۶۲)

تقویۃ الایمان میں ہے: روزی کی کشائش اور تنگی کرنی اور تندرست اور بیمار کردینا، اقبال وادبار دینا، حاجتیں برلانی، بلائیں ٹالنی، مشکل میں دستگیری کرنی، یہ سب اللہ ہی کی شان ہے، اور کسی انبیا اولیا، بھوت، پری کی یہ شان نہیں، جو کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اُس سے مرادیں مانگے اور مصیبت کے وقت اُس کو پکارے سو وہ مشرک ہوجاتا ہے، پھر خواہ یوں سمجھے کہ اِن کاموں کی طاقت اُن کو خود بخود ہوئی خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے اُن کو قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ہے۔ (ص:۱۰)

اِس ناپاک اور کفریہ قول کے بارے میں امام احمد رضا لکھتے ہیں: کاش یہ ظالم صرف اِس قدر کہتا کہ جو کسی کو قادر بالذات ومتصرف بالاِستقلال سمجھے مشرک ہے تو بے شک حق تھا، مگر یوں مطلب کیا نکلتا؟ کہ یہ معنیٰ تو کسی کی نسبت کسی مسلمان کے خیال میں ہرگز نہیں تو مسلمانوں کو مشرک کیوں کر بناتا، اب غور کیجئے کہ اِس ناپاک وملعون قول پر انبیا وملائکہ سے لے کر اللہ ورسول تک اور اُس کے پیشواؤں سے لے کر خود اُس ظلوم وجہول تک کوئی بھی حکمِ شرک سے نہ بچا۔ (مرجع سابق، ص:۴۱،۴۲)

امام اہلِ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اس کتاب (الکوکبۃ الشہابیہ) میں اسمٰعیل دہلوی کے ستر کفریات کا شدید رد فرمایا جس کی ایک جھلک آپ نے ملاحظہ کی، آخر میں بطورِ خلاصہ امام اہلِ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا موقف ومذہب اس طرح لکھتے ہیں: بالجملہ! ماہِ نیم ومہرِ نیم روز کی طرح ظاہر وزاہر کہ اِس فرقۂ متفرقہ یعنی وہابیہ اسمٰعلیہ اور اُس کے امام نافرجام پر جزمًا قطعًا یقینًا اجماعًا بوجوہ کثیرہ کفر لازم اور بلاشبہہ جماہیر فقہائے کرام واصحاب فتویٰ اکابر واعلام کی تصریحاتِ واضحہ پر یہ سب کے سب مرتد باجماعِ ائمہ، ان سب پر اپنے تمام کفریاتِ ملعونہ سے بالتصریح توبہ ورجوع اور از سرِ نو

کلمۂ اسلام پڑھنا فرض وواجب، اگرچہ ہمارے نزدیک مقامِ احتیاط میں اکفار سے کفِ لسان ماخوذ و مختار و مرضی ومناسب، واللّٰہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم وعلمہٗ جلّ مجدہٗ اتمُّ واَحْکَمُ (مرجع سابق، ص:۶۱، ۶۲)...... قارئین محترم! جس بندۂ خدا کی حکم تکفیر میں اِس قدر احتیاط ظاہر و باہر ہوا اُسے مکفرالمسلمین کہنا کس قدر دریدہ دہنی ہے؟

براہین قاطعہ (خلیل احمد انبیٹھوی/ رشید احمد گنگوہی) میں ہے شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نصِ قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ (ص:۴۷)

امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں: فریاد، اے مسلمانو! فریاد، اے وہ جو سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہو اسے دیکھو جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ علم و پختہ کاری میں اونچے پائے پر ہے اور ایمان ومعرفت میں ید طولیٰ رکھتا ہے، اور اپنے دُم چھلوں میں قطب اور غوثِ زمانہ کہلاتا ہے کیسی منہ بھر کے گالی دے رہا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو، اور اپنے پیر ابلیس کی وُسعتِ علم پر تو ایمان لاتا ہے، اور وہ جنہیں اللہ عزوجل نے سکھا دیا جو کچھ وہ نہ جانتے تھے اور اللہ عزوجل کا فَضل اُن پر عظیم ہے، وہ جن کے سامنے ہر چیز روشن ہو گئی اور اُنہوں نے ہر چیز پہچان لی اور جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے جان لیا، اور مشرق ومغرب میں جو کچھ ہے سب جان لیا، اور تمام اگلوں، پچھلوں کا علم اُنہیں حاصل ہوا، جیسا کہ اِن تمام باتوں پر بکثرت احادیث میں تصریح فرمائی، اُن کے حق میں یوں کہتا ہے: کہ اُن کی وسعتِ علم میں کونسی نص ہے...... کیا یہ علمِ ابلیس پر ایمان، اور علمِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کفر نہ ہوا؟ اور بے شک نسیم الریاض میں فرمایا: کہ جو کسی کا علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ بتائے اُس نے بے شک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عیب لگایا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان گھٹائی، تو وہ گالی دینے والا ہے اور اُس کا حکم وہی ہے جو گالی دینے والے کا ہے اصلاً فرق نہیں، اِس میں ہم کسی صورت کا استثنا نہیں کرتے اور اِن تمام احکام پر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے سے اب تک برابر اجماع چلا آیا ہے...... پھر میں کہتا ہوں اللہ کے مہر کر دینے کے اثر دیکھو کیوں کر انکھیارا اندھا ہو جاتا ہے اور راہِ حق چھوڑ کر چوپٹ ہونا پسند کرتا ہے، ابلیس کے لئے تو زمین کے علمِ محیط پر ایمان لاتا ہے اور جب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر آیا تو کہتا ہے یہ شرک ہے، حالانکہ شرک تو اِسی کا نام ہے کہ اللہ عزوجل کے لئے کوئی شریک ٹھہرایا جائے تو جس چیز کا مخلوق میں سے کسی ایک کے لئے ثابت کرنا شرک ہو تو وہ تمام جہان میں جس کے لئے ثابت کی جائے

یقیناً شرک ہوگا کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا، تو دیکھو ابلیس لعین کا اللہ عزوجل کے ساتھ شریک ہونے کا کیسا ایمان رکھتا ہے، شرکت تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منتفی ہے پھر غضب الٰہی کا گھٹاٹوپ اُس کی آنکھوں پر دیکھو، علمِ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تو نص مانگتا ہے اور نص پر بھی راضی نہیں جب تک قطعی نہ ہو۔ (حُسام الحرَمین علیٰ مُنحِرِ الکُفرِ والمَین، ص۱۶، مطبوعہ رضوی کتاب گھر دہلی ۱۹۹۷ء)

مزید امام اہلِ سنت قدّس سرہٗ لکھتے ہیں: اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی نہ کی؟ کیا اس نے ابلیس لعین کے علم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم اقدس پر نہ بڑھایا؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسعتِ علم سے کافر ہو کر شیطان کی وسعتِ علم پر ایمان نہ لایا؟ مسلمانو! خود اِسی بدگو سے اتنا ہی کہہ دیکھو کہ او علم میں شیطان کے ہم سر، دیکھو! تو وہ برا مانتا ہے یا نہیں؟ حالانکہ اُسے تو علم میں شیطان سے کم بھی نہ کہا بلکہ شیطان کے برابر ہی بتایا، پھر کم کہنا کیا توہین نہ ہو گی؟ اور اگر وہ اپنی ذات پالنے کو اُس پر ناگواری ظاہر نہ کرے اگرچہ دل میں قطعاً ناگواری مانے گا تو اُسے چھوڑیئے اور کسی معظم سے کہہ دیجئے اور پورا ہی امتحان مقصود ہو تو کچہری میں جا کر آپ کسی حاکم کو اِنہی لفظوں سے تعبیر کر سکتے ہیں؟ دیکھئے! ابھی ابھی کھلا جاتا ہے کہ توہین ہوئی اور بے شک ہوئی پھر کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنا کفر نہیں؟ ضرور ہے اور بالیقین ہے، کیا جس نے شیطان کی وسعتِ علم کو نص سے ثابت مان کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے وسعتِ علم ماننے والے کو کہا: تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے، اور کہا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے؟ اُس نے ابلیس لعین کو خدا کا شریک مانا یا نہیں؟ ضرور مانا کہ جو بات مخلوق میں ایک کے لئے ثابت کرنا شرک ہو گی وہ جس کسی کے لئے ثابت کی جائے، قطعاً شرک ہی رہے گی کہ خدا کا شریک کوئی نہیں ہو سکتا؟ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے یہ وسعتِ علم ماننی شرک ٹھہرائی جس میں کوئی حصہ ایمان کا نہیں تو ضرور اِتنی وسعت خدا کی وہ خاص صفت ہوئی جس کو خدائی لازم ہے، جب تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اُس کا ماننے والا کافر، مشرک ہوا اور اُس نے وہی وسعت، وہی صفت خود اپنے منہ ابلیس کے لئے ثابت مانی تو صاف صاف شیطان کو خدا کا شریک ٹھہرا دیا۔

مسلمانو! کیا یہ اللہ عزوجل اور اُس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دونوں کی توہین نہ ہوئی؟ ضرور ہوئی، اللہ کی توہین تو ظاہر ہے کہ اُس کا شریک بنایا، اور وہ بھی کسے؟ ابلیس لعین کو! اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین یوں، کہ ابلیس کا مرتبہ اِتنا بڑھا دیا کہ وہ تو خدا کی خاص صفت میں حصہ دار ہے اور اُس سے ایسے محروم کہ اُن کے لئے ثابت مانو تو مشرک ہو جاؤ؟

Scanned by CamScanner

مسلمانو! کیا خدا اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنے والا کافر نہیں؟ ضرور ہے۔
(تمہید ایمان، ص: ۱۰، ۱۱)

حفظ الایمان (اشرف علی تھانوی) میں ہے: آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا، اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اِس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کُل علم غیب؟ اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اِس میں حضور کی کیا تخصیص ہے، ایسا علمِ غیب تو زید وعَمر و بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ (ص: ۱۵)

عاشقِ رسول؛ امام اہلِ سنت امام احمد رضا قدس سرہٗ لکھتے ہیں: میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی مہر کا اثر دیکھو یہ شخص کیسی برابری کر رہا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور چنین وچناں میں، اور کیوں کر اِتنی سی بات اُس کی سمجھ میں نہ آئی، کہ زید وعَمر و اور اِس شیخی بگھارنے والے کے یہ بڑے جن کا اُس نے نام لیا اُنہیں غیب کی کوئی بات معلوم ہوگی بھی تو محض بطورِ ظن حاصل ہوگی، امورِ غیب پر علمِ یقینی تو اصالۃً خاص انبیا علیہم الصّلوٰۃ والسّلام کو ملتا ہے، اور غیر انبیا کو جن امورِ غیب پر یقین حاصل ہوتا ہے وہ انبیا علیہم الصّلوٰۃ والسّلام ہی کے بتانے سے ملتا ہے، نہ کسی اور کے۔ کیا تو نے اپنے رب کو نہ دیکھا کیسا ارشاد فرماتا ہے: کہ اللہ کی یہ شان نہیں کہ تم کو اپنے غیب پر مطلع کرے، ہاں! اللہ تعالیٰ اُس کے لئے اپنی مشیت کے موافق اپنے رسولوں کو چنتا ہے...... اور اُسی نے فرمایا: اللہ غیب کا جاننے والا ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے...... دیکھو اس شخص نے کیسا قرآن عظیم کو چھوڑا اور ایمان کو رخصت کیا اور یہ پوچھنے بیٹھا کہ نبی اور جانور میں کیا فرق ہے؟ ایسے ہی اللہ مہر لگا دیتا ہے ہر مغرور، بڑے دغاباز کے دل پر، پھر خیال کرو اُس نے کیوں کر مطلقِ علم اور علمِ مطلق میں حصر کر دیا، اور ایک دو حرف جاننے اور اُن علموں میں جن کے لئے حد نہ شمار کچھ فرق نہ جانا، تو اُس کے نزدیک فضیلت اِسی میں مُنحصِر ہوگئی کہ پورا احاطہ ہو اور فضیلت کا سَلب واجب ہوا ہر اُس کمال سے جس میں کچھ بھی باقی رہ جائے تو غیب اور شہادت کی کچھ تخصیص نہ رہی، مطلق علم کی فضیلت کا سَلب انبیا علیہم الصّلوٰۃ والسّلام سے واجب ہوا اور علمِ غیب میں جاری ہونے سے مطلق علم میں اُس کی تقریرِ خبیث کا جاری ہونا زیادہ ظاہر ہے کہ ہر آدمی و جانور کے لئے بعض اشیا کو مطلق علم حاصل ہونا اُنہیں علمِ غیب حاصل ہونے سے زائد روشن ہے۔ پھر میں کہتا ہوں ہرگز کبھی تو نہ دیکھے گا کہ کوئی شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان گھٹائے اور وہ اُن کے رب عزوجل کی تعظیم کرتا ہو، حاشا خدا کی قسم اُن کی شان وہی گھٹائے گا جو اُن کے رب عزوجل کی شان گھٹاتا ہے، جیسا کہ اللہ عزوجل نے

فرمایا ہے کہ ظالموں نے قرار واقعی خدا ہی کی قدر نہ پہچانی۔ اِس لئے کہ یہ گندی تقریر اگر علم اللہ عزوجل میں جاری ہو تو وہ قدرتِ الٰہی میں بعینہٖ بغیر کسی تکلیف کے جاری ہے، جیسے کوئی بے دین جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی قدرتِ عامہ کا مُنکِر ہو، اُس مُنکِر سے کہ علمِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار رکھتا ہے سیکھ کر یوں کہے کہ اللہ عزوجل کی ذاتِ مقدسہ پر قدرت کا حکم کیا جانا اگر بقولِ مسلمانان صحیح ہو، تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اِس قدرت سے مراد بعض اشیا پر قدرت ہے یا کُل اشیا پر، اگر بعض پر قدرت ہونا مراد ہے تو اِس میں اللہ عزوجل کی کیا تخصیص ہے، ایسی قدرت تو زید وعَمر و بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے، اور اگر کُل اشیا پر قدرت مراد ہے اِس طرح کہ اُس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اُس کا بطلان دلیل نقلی وعقلی سے ثابت ہے کہ اشیا میں خود ذاتِ باری بھی ہے، اور اُسے خود اپنی ذات پر قدرت نہیں ورنہ تحتِ قدرت ہو جائے گا تو ممکن ہو جائے گا تو واجب نہ رہے گا تو الٰہ نہ رہے گا، تو بدکاری کو دیکھو کیسی ایک دوسرے کی طرف کھینچ لے جاتی ہے اور اللہ کی پناہ جو سارے جہان کا مالک ہے۔ (حسام الحرمین، ص: ۱۸، ۱۹، ۲۰)

مزید عاشقِ رسول؛ امام احمد رضا قدس سرہٗ لکھتے ہیں: کیا اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صریح گالی نہ دی؟ کیا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اِتنا ہی علم غیب دیا گیا تھا جتنا ہر پاگل اور ہر چوپائے کو حاصل ہے؟

مسلمان! مسلمان! اے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امتی! تجھے اپنے دین و ایمان کا واسطہ، کیا اِس ناپاک ملعون کے گالی ہونے میں تجھے کچھ شبہ گذر سکتا ہے؟ معاذ اللہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت تیرے دل سے ایسی نکل گئی ہو کہ اِس شدید گالی میں بھی اُن کی توہین نہ جانے اور اگر اب بھی تجھے اعتبار نہ آئے تو خود اُن ہی بدگویوں سے پوچھ! دیکھ کہ آیا تمہیں اور تمہارے استادوں، پیرجیوں کو کہہ سکتے ہیں کہ اے فلاں! تجھے اِتنا ہی علم ہے جتنا سُور کو ہے، تیرے استاد کو ایسا ہی علم تھا جیسا کتے کو ہے، تیرے پیر کو اِسی قدر علم تھا جس قدر گدھے کو ہے، یا مختصر طور پر اِتنا ہی ہو کہ او علم میں اُلّو، گدھے، کتے، سُور کے ہم سرو! دیکھو تو وہ اِس میں اپنی اور اپنے استاد، پیر کی توہین سمجھتے ہیں یا نہیں؟ قطعاً سمجھیں گے اور قابو پائیں تو سر ہو جائیں، پھر کیا سبب ہے کہ جو کلمہ اُن کے حق میں توہین وکسرِ شان ہو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین نہ ہو، کیا معاذ اللہ اُن کی عظمت ان سے بھی گئی گذری ہے؟ کیا اِسی کا نام ایمان ہے؟ حاش للہ! حاش للہ! کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جانوروں، پاگلوں میں فرق نہ جاننے والا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی نہیں دیتا؟ کیا اُس

Scanned by CamScanner

نے اللہ عزّ وجل کے کلام کا صراحۃً رد وابطال نہ کر دیا؟ دیکھو! رب عزّ وجل فرماتا ہے: وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا. (سورۂ یوسف:) اے نبی اللہ نے تم کو سکھایا جو تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا فضل تم پر بڑا ہے۔

یہاں نہ معلوم باتوں کا علم عطا فرمانے کو اللہ عزّ وجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات و مدائح میں شمار فرمایا، اور فرماتا ہے: وَاِنَّہٗ لَذُوْعِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰہُ. (سورۂ یوسف) بے شک یعقوب ہمارے سکھائے سے علم والا ہے...... اور فرماتا ہے: وَبَشَّرُوْہُ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ. (سورۂ عنکبوت) ملائکہ نے ابراہیم علیہ الصّلاۃ والتسلیم کو ایک علم والے لڑکے اسحاق علیہ الصّلاۃ والسّلام کی بشارت دی...... اور فرماتا ہے: وَعَلَّمْنٰہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا. (سورۂ الکہف) ہم نے خضر کو اپنے پاس سے ایک علم سکھایا۔ وغیرہ آیات جن میں اللہ تعالیٰ علم کو کمالاتِ انبیا علیہم الصّلاۃ والسّلام میں گنا، زید کی جگہ اللہ عزّ وجل کا نام پاک لیجئے اور علم غیب کی جگہ مطلق علم، جس کا ہر چوپائے کو ملنا اور بھی ظاہر ہے اور دیکھئے کہ اُس بدگوئے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تقریر کس طرح کلام اللہ عزّ وجل کا رد کر رہی ہے؟ یعنی یہ بدگو خدا کے مقابل کھڑا ہو کر کہہ رہا ہے کہ آپ یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر انبیا علیہم الصّلاۃ والسّلام کی ذاتِ مقدسہ پر علم کا اطلاق کیا جانا اگر بقول خدا صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس علم سے مراد بعض علم ہے یا کُل علوم اگر بعض علوم مراد ہیں تو اس میں حضور اور دیگر انبیا کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے، کیوں کی ہر شخص کو کسی نہ کسی بات کا علم ہوتا ہے تو چاہیے کہ سب کو عالم کہا جائے، پھر اگر خدا اُس کا التزام کرے کہ ہاں میں سب کو عالم کہوں گا تو پھر علم کو منجملہ کمالاتِ نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے، جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالاتِ نبوت سے کب ہوسکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جائے تو نبی اور غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا لازم ہے اور اگر تمام علوم مراد ہیں، اس طرح کے اُس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اُس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے، پس ثابت ہوا کہ خدا کے وہ سب اقوال اُس کی اِسی دلیل سے باطل ہیں۔

مسلمانو! دیکھا کہ اس بدگو نے فقط محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کو گالی نہ دی بلکہ اُن کے رب جل وعلا کے کلاموں کو بھی باطل و مردود کر دیا۔

مسلمانو! جس کی جرأت یہاں تک پہونچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کو پاگلوں اور جانوروں کے علم سے ملادے اور ایمان و اسلام و انسانیت سب سے آنکھیں بند کر کے صاف کہہ دے کہ نبی اور جانور میں کیا فرق ہے، اُس سے کیا تعجب کہ خدا کے کلاموں کو رد کرے، باطل

بتائے، پسِ پشت ڈالے، زیر پا ملے بلکہ جو یہ سب کچھ کلام اللہ کے ساتھ کر چکا وہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اِس گالی پر جرأت کر سکے گا، مگر ہاں اُس سے دریافت کرو کہ آپ کی یہ تقریر خود آپ اور آپ کے اساتذہ میں جاری ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اور اگر ہے تو کیا جواب ہے؟ ہاں! ان بدگویوں سے کہو! کیا آپ حضرات اپنی تقریر کے طور پر جو آپ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں جاری کی، خود اپنے آپ سے اِس دریافت کی اجازت دے سکتے ہیں کہ آپ صاحبوں کو عالم فاضل مولوی ملا چنیں چناں فلاں فلاں کیوں کہا جاتا ہے؟ اور حیوانات و بہائم مثلاً کتے سُور کو کوئی ان الفاظ سے تعبیر نہیں کرتا، اِن مناصب کے باعث آپ کے اتباع واَذناب آپ کی تعظیم و تکریم، توقیر کیوں کرتے، دست و پا پر بوسہ دیتے ہیں، اور جانوروں مثلاً اُلو، گدھے کے ساتھ کوئی یہ برتاؤ نہیں برتتا؟ اِس کی وجہ کیا ہے؟ کُل علم تو قطعاً آپ صاحبوں کو بھی نہیں اور بعض میں آپ کی کیا تخصیص؟ ایسا علم تو اُلو، گدھے، کتے، سُور سب کو حاصل ہے تو چاہیے کہ اِن سب کو عالم و فاضل و چنیں و چناں کہا جائے۔ پھر اگر آپ اِس کا التزام کریں کہ ہاں ہم سب کو علما کہیں گے تو پھر علم کو آپ کے کمالات میں کیوں شمار کیا جاتا ہے؟ جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو، گدھے، کتے، سُور سب کو حاصل ہو، وہ آپ کے کمالات سے کیوں ہوا؟ اور اگر التزام نہ کیا جائے تو آپ ہی کے بیان سے آپ میں اور گدھے، کتے، سُور میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔

مسلمانو! یوں دریافت کرتے ہی بعونہٖ تعالیٰ صاف کھل جائے گا کہ اِن بدگویوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیسی صریح شدید گالی دی، اور اُن کے رب عزّ وجل کے قرآن مجید کو جا بجا کیسا رد و باطل کر دیا۔

مسلمانو! اس بدگو اور اس کے ساتھیوں سے پوچھو ان پر خود ان کے اقرار سے قرآن عظیم کی یہ آیات چسپاں ہوئی یا نہیں؟ (تمہید ایمان، ص ١٢ تا ١٤)

تحذیر الناس (قاسم نانوتوی) میں ہے: عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن کہ تقدم یا تاخرِ زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں، پھر مقام مدح میں "ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین" فرمانا کیوں کر صحیح ہوسکتا ہے بلکہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے اِسی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمائیے، آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور نبی موصوف بالعرض، ایں معنیٰ جو میں نے عرض کیا آپ کا خاتم ہونا انبیائے گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا، بلکہ بالفرض آپ کے

Scanned by CamScanner

زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے، بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا اِسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے، اھ ملتقطاً (ص:۱۲)

امام اہلِ سنت امام احمد رضا قدس سرہٗ لکھتے ہیں: مسلمانو! دیکھا اِس ملعون، ناپاک شیطانی قول نے ختمِ نبوت کی کیسی جڑ کاٹ دی، خاتمیت محمدیہ علیٰ صاحبہا افضل الصّلاۃ والتّحیہ کی وہ تاویل گڑھی کہ خاتمیت خود ہی ختم کر دی، صاف لکھ دیا کہ اگر حضور خاتم الانبیاء علیہ وعلیہم افضل الصّلاۃ والثناء کے زمانے میں بلکہ حضور کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو تو ختمِ نبوت کے کچھ منافی نہیں، اللہ! اللہ! جس کفر ملعون کے موجد کو خود قرآن عظیم کا ''وخاتم النبیین'' کا فرمانا نافع نہ ہوا، کما قال تعالیٰ: وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا اتارتے ہیں ہم اِس قرآن سے وہ چیز کہ مسلمانوں کے لئے شفا اور رحمت ہے اور ظالموں کو اِس سے کچھ نہیں بڑھتا سوا زیان کے۔ اُسے احادیث میں ''خاتم النبیین'' فرمانا کیا کام دے سکتا ہے؟ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ قرآن کے بعد اور کونسی حدیث پر ایمان لائیں گے۔ (جزاء اللہ عدوہ بابانہ ختم النبوۃ، ص:۸۰، ۸۱)

بطورِ خلاصہ امام اہلِ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں: خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ طائفے سب کے سب کافر و مرتد ہیں باجماع امت اسلام سے خارج ہیں، اور بے شک بزازیہ اور دُرَر و غُرَر اور فتاویٰ خیریہ و مجمع الانہر اور دُرِّ مختار وغیرہا معتمد کتابوں میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا: جو اِن کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر ہے، شفا شریف میں فرمایا: ہم اُسے کافر کہتے ہیں جو ایسے کو کافر نہ کہے جس نے ملتِ اسلام کے سوا کسی ملت کا اعتقاد کیا یا اُن کے بارے میں توقف کرے، یا شک لائے، اور بحرالرائق وغیرہ میں فرمایا: جو بددینوں کی بات کی تحسین کرے یا کہے کچھ معنیٰ رکھتی ہے یا اُس کلام کے کوئی صحیح معنیٰ ہیں اگر اُس کہنے والے کی وہ بات کفر تھی تو یہ جو اُس کی تحسین کرتا ہے یہ بھی کافر ہو جائے گا، اور امام ابن حجر نے ''کتاب الاعلام'' میں فرمایا: جو کفر کی بات کہے وہ کافر ہے اور جو اُس بات کو اچھا بتائے یا اُس پر راضی ہو وہ بھی کافر ہے۔ (مرجع سابق، ص:۲۰)

کیا ایسے بے ادب و گستاخ اِس لائق ہیں کہ انہیں مسلمان سمجھا جائے، یہ ایک مومن کامل کا ایمان کیسے برداشت کر سکتا ہے؟ ہرگز کوئی کامل مسلمان اللہ اور رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس بارگاہ میں ایسی کھلی اور کافرانہ گستاخی اور بے ادبی کبھی گوارہ نہیں کر سکتا تو پھر یہ الزام صرف امام احمد رضا ہی پر کیوں کہ انہوں نے اپنے پاس کفر کی مشین لگا رکھی تھی جس کو چاہتے کافر بنا دیتے تھے!

یہ الزام سراسر جھوٹ اور فریب ہے، یہ دیکھئے آپ ہی کے دارالعلوم دیوبند کے ناظم تعلیمات شعبۂ تبلیغ جناب مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی اِس فتویٰ کے متعلق کیا لکھتے ہیں، ذرا سینے پر ہاتھ رکھ کر پڑھ جایئے اور امام احمد رضا کی اِس پاکیزہ فکر کو داد دیجئے کہ انہوں نے کتنے مسلمانوں کے ایمان و عقیدہ کی حفاظت فرمائی ہے۔ جناب لکھتے ہیں: اگر (مولانا احمد رضا) خاں صاحب کے نزدیک بعض علمائے دیوبند واقعی ایسے تھے جیسا کہ انہوں نے سمجھا تو خاں صاحب پر اُن علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ اُن کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔ (اشد العذاب، ص:۱۴، بحوالہ فتاویٰ حسام الحرمین، ص:۷، مقدمہ)

اِسی کو کہتے ہیں ''الفضل ماشہدت بہ الاعداء'' فضیلت اُس کو حاصل ہے جس کی دشمن بھی گواہی دے۔ جناب! یہ آپ ہی کے دارالعلوم دیوبند کے شعبۂ تبلیغ کے ناظم تعلیمات ہیں اب اُن کی شہادت کے بارے میں کیا کہو گے جنہوں نے دوٹوک لفظوں میں امام احمد رضا کے اِس فتویٰ کی تائید کی، دیکھتے ہیں اب آپ کیا حکم لگاتے ہیں اپنے شیخ اور ناظم تعلیمات صاحب پر!

اب امام احمد رضا قدس سرہٗ کی یہ درد بھری صدا بھی سن لیجئے جو انہوں نے مسلمانوں کو بطورِ خیر خواہی اور ہمدردی لگائی ہے، امام اہلِ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں: للہ انصاف! اگر کوئی شخص تمہارے ماں باپ، استاد پیر کو گالیاں دے اور نہ صرف زبانی بلکہ لکھ لکھ کر چھاپے، شائع کرے، کیا تم اُس کا ساتھ دو گے یا اُس کی بات بنانے کو تاویلیں گڑھو گے یا اُس کے بکنے سے بے پرواہی کر کے اُس سے بدستور صاف رہو گے؟ نہیں نہیں! اگر تم میں انسانی غیرت، انسانی حمیت، ماں باپ کی عزت حرمت عظمت محبت کا نام نشان بھی لگا رہ گیا ہے تو اِس بدگو دشنامی کی صورت سے نفرت کرو گے، اُس کے سائے سے بھی دور بھاگو گے، اُس کا نام سُن کر غیظ لاؤ گے جو اُس کے لئے بناوٹیں گڑھے اُس کے بھی دشمن ہو جاؤ گے، پھر خدا کے لئے ماں باپ کو ایک پلہ میں رکھو اور اللہ واحد قہار و محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت پر ایمان کو دوسرے پلہ میں، اگر مسلمان ہو تو ماں باپ کی عزت کو اللہ و رسول کی عزت سے کچھ نسبت نہ مانو گے، ماں باپ کی محبت و حمایت کو اللہ و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت و خدمت کے آگے ناچیز جانو گے، تو واجب واجب واجب! لاکھ واجب سے بڑھ کر واجب کہ اُن کے بدگو سے وہ نفرت و دوری و غیظ و جدائی ہو کہ ماں باپ کے دشنام دہندہ کے ساتھ اُس کا ہزارواں حصہ نہ ہو، یہ ہیں وہ لوگ جن کے لئے اِن سات نعمتوں کی بشارت ہے، مسلمانو! تمہارا یہ ذلیل خیر خواہ امید کرتا ہے کہ اللہ واحد و قہار کی اِن آیات اور اِس بیان شافی، واضح البینات کے بعد اِس بارہ میں آپ سے زیادہ عرض کی حاجت نہ ہو، تمہارے ایمان خود ہی اِن بدگویوں سے وہی پاک

Scanned by CamScanner

مبارک الفاظ بول اٹھیں گے جو تمہارے رب عزوجل نے قرآن عظیم میں تمہارے سکھانے کو قوم ابراہیم علیہ السّلام سے نقل فرمائے: ''بے شک تمہارے لئے ابراہیم اور اُس کے ساتھ والے مسلمانوں میں اچھی ریس ہے، جب وہ اپنی قوم سے بولے بے شک ہم تم سے بیزار ہیں اور اُن سب سے جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو، ہم تمہارے منکر ہوئے اور ہم میں اور تم میں دشمنی اور عداوت ہمیشہ کو ظاہر ہوگئی، جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ، بے شک ضرور اُن میں تمہارے لئے عمدہ ریس تھی اُس کے لئے جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہو، اور جو منہ پھیرے تو بے شک اللہ ہی بے پرواہ سراہا گیا ہے۔'' (تمہید ایمان، ص: ۱۷، ۱۸)

امام احمد رضا قدس سرہٗ مسلمانوں کے بہت بڑے خیر خواہ تھے اُن کو کسی سے ذاتی مخاصمت و عداوت نہ تھی جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے علمائے دیوبند (قاسم نانوتوی، خلیل احمد انبیٹھوی، رشید احمد گنگوہی، اشرف علی تھانوی) پر ذاتی تعصب وعناد کی بنا پر کفر کا فتویٰ لگایا، اس بے بنیاد بات سے امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامن بالکل پاک ہے جس کی تردید خود آپ کی تحریرات سے عیاں ہے۔ مولوی اشرف علی تھانوی کے نام اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

الحمدللہ! اِس فقیر بارگاہِ غالب قدیر عزوجل جلالہٗ کے دل میں کسی شخص سے نہ ذاتی مخالفت نہ دنیوی خصومت، مجھے میرے سرکار ابد قرار حضور پُر نور سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے محض اپنے کرم سے اِس خدمت پر مامور فرمایا ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کو ایسوں کے حال سے خبردار رکھوں جو مسلمان کہلا کر اللہ واحد قہار جل جلالہٗ اور محمد رسول اللہ ماذون و مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس پر حملہ کریں تاکہ میرے عوام بھائی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھولی بھالی بھیڑیں اِن ''ذیاب فی ثیاب'' کے جُبّوں، عماموں، مولویت، مشیخیت کے مقدس ناموں قال اللّٰہ، قال الرّسول کے روغنی کلاموں سے دھوکے میں آکر شکارِ گرگاں خونخوار ہو کر معاذ اللہ سَقَرْ میں نہ گریں، یہ مبارک کام بحمدِ المنامْ اِس عاجز کی طاقت سے بدر جہا خوب تر و فُزُوں تر ہوا، اور ہوتا ہے اور جب تک وہ چاہے گا ہوگا، ''ذٰلِکَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا وَعَلَی النَّاسِ . وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ'' اِس سے زیادہ نہ کچھ مقصود، نہ کسی کی سَبّ و شتم و بہتان و افترا کی پرواہ، میرے سرکار نے مجھے پہلے ہی سنا دیا تھا: وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْٓا اَذًی کَثِیْرًا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ''بے شک ضرور تم مخالفوں کی طرف سے بہت کچھ برا سنو گے اور اگر صبر و تقویٰ کرو تو وہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

الحمدللہ! یہ زبانی ادعا نہیں میری تمام کاروائیاں اِس پر شاہد عدل ہیں، موافق اور مخالف سب

دیکھ رہے ہیں کہ امرِ دین کے علاوہ جتنے ذاتی حملے مجھ پر ہوئے کسی کی اصلاً پرواہ نہ کی، امتحان فرمالیں، ان شاء اللہ العزیز! ذاتی حملوں پر کبھی التفات نہ ہوگا، سرکار سے مجھے یہ خدمت سپرد ہے'' کہ عزت سرکار کی حمایت کرو نہ کہ اپنی''، میں تو خوش ہوں کہ جتنی دیر مجھے گالیاں دیتے، افترا کرتے، برا کہتے ہیں اُتنی دیر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدگوئی، مَنْقَصَت جوئی سے غافل رہتے ہیں، میں چھاپ چکا اور پھر لکھتا ہوں میری آنکھ کی ٹھنڈک اِس میں ہے کہ میری اور میرے آبائے کرام کی آبروئیں عزتِ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے سپر دہیں۔ اَللّٰھُمَّ آمین۔ (ابحاثِ اخیرہ، ص: ۳، ۴)

ایذائے مسلمین اسلام میں حرام اور گناہِ کبیرہ ہے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال ہوا کہ کسی مسلمان کو نسب کا طعنہ دینا کیسا ہے؟ اور کسی کے نسب پر طعن و تشنیع کرنے والے کے لئے کیا حکم ہے؟ آپ لکھتے ہیں: کسی مسلمان بلکہ ذمی کافر کو بھی بلا حاجت شرعیہ ایسے الفاظ سے پکارنا یا تعبیر کرنا جس سے اُس کی دل شکنی ہو، اُسے ایذا پہونچے، شرعاً ناجائز وحرام ہے، اگرچہ بات فی نفسہٖ سچی ہو، فانّ کلّ حقٍ صدقٌ ولیس کلُّ صدقٍ حقًا ہر حق سچ ہے مگر ہر سچ حق نہیں۔ (اراءۃ الادب لفاضل النسب، ص: ۵)

بلا تحقیق کسی فعل مسلمین کو بدعتِ شنیعہ کہنا یہ بہت بڑی جرأت اور اسلام کو کمزور کرنا ہے، بعض حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف بدعات کو رواج دیا ہے، ذرا وہ ٹھنڈے دل سے امام احمد رضا کا یہ قول پڑھیں، ان شاء اللہ آنکھیں کھل جائیں گی دل روشن ہو جائیں گے، آپ لکھتے ہیں: کسی فعل مسلمین کو بدعتِ شنیعہ و ناجائز کہنا ایک حکم اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر لگانا ہے، اور ایک حکم مسلمانوں پر۔ اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تو یہ حکم کہ اُن کے نزدیک یہ فعل ناروا ہے اُنہوں نے اِس سے منع فرمادیا ہے، اور مسلمانوں پر یہ کہ وہ اِس کے باعث گناہ گار و مستحقِ عذاب و ناراضی ربّ الارباب ہیں، ہر خدا ترس مسلمان جس کے دل میں اللہ و رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کامل عزت وعظمت اور کلمۂ اسلام کی پوری توقیر و وقعت اور اپنے بھائیوں کی سچی خیرخواہی و محبت ہے کبھی ایسے حکم پر جرأت روا نہ رکھے گا جب تک دلیلِ شرعی واضح سے ثبوت کافی ووافی نہ مل جائے، قال اللّٰہ تعالیٰ: اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ یا تم ایسی بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں۔

(مرقاۃ الجمان فی الھبوط عن المنبر لمدح السلطان، ص: ۷/ فتاویٰ رضویہ: ۳/۳۳۷)

مزید لکھتے ہیں: جن لوگوں کو مقاصدِ شریعت سے کچھ غرض نہیں، اپنی ہوائے نفس کے تابع

Scanned by CamScanner

ہیں وہ خواہی نخواہی ذرا ذرا سی بات میں مسلمانوں سے اُلجھتے اور اُن کی عادات وافعال کو جن پر شرع سے اصلاً ممانعت ثابت نہیں کر سکتے، ممنوع وناجائز قرار دیتے ہیں، حاشا اُن کی غرض حمایتِ شرع ہو؟ حمایتِ شرع چاہتے تو جن امور کی تحریم وممانعت میں کوئی آیت وحدیث نہ آئی خواہ مخواہ بزورِ زبان اُنہیں گناہ و مذموم ٹھہرا کر شرع مطہرہ پر افترا کیوں کرتے؟........... بلکہ صرف مقصود حضرات عوام مسلمین میں تفرقہ ڈالنا اور براہِ تلبیس وتدلیس اپنے لئے ایک جُدا روش نکالنا اور اُس کے ذریعہ سے اپنی شہرت کے سامان جمع کرنا ہے، کہ اگر وہی مسائل بیان کریں جو تمام علمائے اسلام فرماتے ہیں تو اِن جیسوں اور اِن سے بہتر ہزاروں، لاکھوں ہیں، یہ خاص کر کے کیوں کر گنے جائیں، ہاں! جب یوں فتنہ ڈالیں اور نیا مذہب نکالیں گے تو آپ ہی نزدیک ودور معروف ومشہور ہو جائیں گے۔

(صفائح اللُّجین فی کون التصافح بکفّی الیدین، ص:۵۷،۵۸)

شریعت وطریقت کا امتیاز وامتزاج بیان کرتے ہوئے امام اہلِ سنت قدس سرہٗ لکھتے ہیں:

اے عزیز! شریعت عمارت ہے اُس کا اعتقاد بنیاد، اور عمل چنائی۔ پھر اعمال ظاہر وہ دیوار ہیں کہ اُس بنیاد پر ہوا میں چنے گئے اور جب تعمیر اوپر بڑھ کر آسمانوں تک پہونچی وہ طریقت ہے۔ دیوار جتنی اونچی ہوگی نیو کی زیادہ محتاج ہوگی، اور نہ صرف نیو بلکہ اعلیٰ حصہ اسفل حصے کا بھی محتاج ہے، اگر دیوار نیچے سے خالی کر دی جائے اوپر سے بھی گر پڑے گی۔ احمق وہ جس پر شیطان نے نظر بندی کر کے اُس کی چنائی آسمانوں تک دکھائی اور دل میں ڈالا کہ اب تو زمین کے دائرے سے اونچے گذر گئے ہمیں اس سے تعلق کی کیا حاجت ہے؟ نیو سے دیوار جدا کر لی اور نتیجہ وہ ہوا جو قرآن عظیم نے فرمایا: فانہار بہ فی نار جہنم اُس کی عمارت اُسے لے کر جہنم میں ڈھے پڑی۔ والعیاذ باللّٰہ ربِّ العالمین. (مقال عرفا باعزاز شرع وعلماء، ص:۸)

تعظیم وتکریم، ادب اور تواضع کے متعلق عاشقِ رسول؛ امام احمد رضا قادری برکاتی محدّث بریلوی قدس سرہٗ لکھتے ہیں: اے عزیز! اصل کار یہ ہے کہ محبوبانِ خدا کے لئے جو تواضع کی جاتی ہے وہ در حقیقت خدا ہی کے لئے تواضع ہے، لہٰذا بکثرت احادیث میں استاذ وشاگرد، وعلما وعام مسلمین کے لئے تواضع کا حکم ہوا، جنہیں جمع کیجئے تو دفتر طویل ہوتا ہے۔ طبرانی ''معجم اوسط'' اور ابن عدی ''کامل'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: تعلموا العلم وتعلموا للعلم السکینۃ والوقر وتواضعوا لمن تعلمون منہٗ یعنی علم سیکھو، اور علم کے لئے سکون ومہابت (وقار) سیکھو، اور جس سے علم سیکھتے ہو اُس کے لئے تواضع کرو۔ اور خطیب نے ''کتاب الجامع الاداب الراوی والسامع'' میں ان سے یوں روایت کی، حضور اقدس صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تواضعوا لمن تعلمون منہٗ وتواضعوا لمن تعلمنہٗ ولاتکونوا جبابرۃ العلماء فیغلب جھلکم علمکم یعنی جس سے علم سیکھو اُس کے لئے تواضع کرو، اور جسے علم سکھاتے ہو اُس کے لئے تواضع کرو، اور متکبر عالم نہ بنو کہ تمہارا جہل تمہارے علم پر غالب ہو جائے۔ تو بات وہی کہ انبیا واولیا ومسلمین کے واسطے تواضع اِس لئے ہے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں، یہ اللہ کے ولی ہیں، وہ دین الٰہی کے قیم ہیں اور یہ ملت الٰہی پر قائم ہیں، تو علت تواضع جب وہ نسبت ہے جو اُنہیں بارگاہِ الٰہی میں حاصل تو یہ تواضع بھی در حقیقت خدا ہی کے لئے ہوئی، جیسے صحابۂ کرام واہلِ بیت عظام کی تعظیم ومحبت بعینہٖ محبت وتعظیم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے......تواضع لغیر اللہ کے متعلق امام اہلِ سنت قدس سرہٗ لکھتے ہیں: تواضع لغیر اللہ کی شکل یہ ہے کہ عیاذ باللہ، کسی کافر یا دنیادار غنی کے لئے اُس کے سبب تواضع ہو، یہاں وہ نسبت موجود ہی نہیں یا موجود ہے تو ملحوظ نہیں۔

اے عزیز! کیا وہ احادیثِ کثیرہ بشیرہ جن میں صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے خشوع وخضوع بجالانا مذکور، اِس درجہ اشتہار پر نہیں کہ فقیر کو اُن کے جمع واستیعاب سے غنا ہو۔ ابوداؤد ونسائی، ترمذی وابن ماجہ اُسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، قال اتیت النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم واصحابہٗ حولہٗ کان علیٰ رؤسھم الطیر میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گرد تھے، گویا اُن کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ یعنی سر جھکائے گردنیں خم کئے بے حس وحرکت کہ پرندے لکڑی یا پتھر جان کر سروں پر آبیٹھیں، اِس سے بڑھ کر اور خشوع کیا ہوگا؟ ہند بن ابی ہالہ وصّاف النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث حلیہ اقدس میں ہے: اذا تکلم اطرق جلسوہٗ کان علیٰ رؤسھم الطیر یعنی جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلام فرماتے جتنے حاضرین مجلس ہوتے سب گردنیں جھکا لیتے، گویا اُن کے سروں پر پرندے ہیں۔ (انہار الانوار من یم صلاۃ الاسرار، ص:۲۹ تا ۳۱/ فتاویٰ رضویہ:۴/۵۳۳،۵۳۴)

کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کے چراغ دلوں میں جلانا بھی شدّت ہو گیا؟ العیاذ باللہ! جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار نازل فرمایا، جب تو صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا تعظیم وتکریم کے جذبات سے سرشار ہو کر پیش آنا بھی کسی شدّت سے کم نہ ہوا؟ اگر یہ سب کچھ شدّت سے تعبیر کرنا درست ہے پھر تو ایسے شدّت پسندوں کی جسارت سے مبارک اصحابِ رسول بھی محفوظ نہیں رہ سکتے، خدا ہمیں ایسوں کی شرارتوں سے بچائے جن کے یہاں عشق و

Scanned by CamScanner

محبت اور تعظیم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اظہار بھی جرم ہے۔

حضرت امام ابوابراہیم تجیبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: واجب علیٰ کل مومن متیٰ ذکرہٗ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم او ذکر عندہٗ ان یخضع ویخشع ویتوقر ویسکن من حرکتہٖ ویاخذفی ھیبتہٖ واجلالہٗ بماکان یاخذبہٖ نفسہٗ لو کان بین یدیہٖ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم ویتادب بماادبنااللّٰہ تعالیٰ بہٖ.

(کتاب الشفا،فصل: واعلم انّ حرمۃ النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم بعدموتہٖ)

یعنی ہر مسلمان پر واجب ہے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یاد کرے یا اُس کے سامنے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر آئے خضوع وخشوع بجالائے اور باوقار ہوجائے اور اعضا کو حرکت سے باز رکھے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اُس ہیبت وتعظیم کی حالت پر ہوجائے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روبرو اُس پر طاری ہوتی اور ادب کرے جس طرح خدا تعالیٰ نے ہمیں اُن کا ادب سکھایا ہے۔ حضرت امام علامہ شہاب الدین خفاجی ''نسیم الریاض شرح شفا'' میں اِس قول کے نیچے لکھتے ہیں: یفرض ذلک ویلاحظہٗ ویتمثلہٗ فکانہٗ عندہٗ ۔ یعنی یادِ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت یہ قرار دے کہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصور باندھے گویا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سامنے حاضر ہوں۔ امام اجل حضرت سیدی قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفا شریف میں حضرت امام تجیبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد نقل کر کے فرماتے ہیں: وھذہٖ کانت سیرۃ سلفناالصالح وائمتناالماضین رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھم. (فصل: واعلم انّ حرمۃ النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم بعدموتہٖ) یعنی ہمارے سلف صالح وائمہ سابقین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی ادب وطریقہ تھا۔

اور فرماتے ہیں: کان مالک اذاذکر النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم یتغیر لونہٗ وینحنی یعنی حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کرتے، اُن کا رنگ بدل جاتا، اور جھک جاتے۔ حضرت امام شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: لشدۃ خشوعہٖ. (نسیم الریاض) یعنی یہ جھک جانا بسبب شدتِ خشوع کے تھا۔

مسند الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''قصیدہ ہمزیہ'' میں لکھتے ہیں ۔

ینادی ضارعاً لخضوع قلبٍ — وذل وابتھال والتجاء

رسول اللّٰہ ﷺ یاخیر البرایا — نوالک ابتغی یوم القضاء

حاجت مندی، دل کی عاجزی، انکساری، تضرع اور التجا کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ندا کرے، اور عرض کرے کہ اے مخلوق سے افضل ذات! آپ سے قیامت کے روز عطا کا خواستگار ہوں۔ عاشقِ رسول؛ امام احمد رضا قادری برکاتی محدث بریلوی قدس سرہٗ لکھتے ہیں: دیکھو! صاف بتاتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ندا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض حاجت کرے تو تضرع وخضوع قلب وتذلل والحاح وزاری سب کچھ بجالائے، میں کہتا ہوں واللہ ایسا ہی چاہیے، مگر اِن شرک فروشوں کی دوا کون کرے!

(انباء الانوار من یم صلاۃ الاسرار، ص:۳۳،۳۴/فتاویٰ رضویہ:۵۳۵/۳)

مزید نمازِ غوثیہ اور توسلِ غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق امام اہلِ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں: فاضل علی قاری 'نزہۃ الخاطر' اور شطنوفی 'بہجۃ الاسرار' اور امام یافعی اپنی 'بعض تالیفات' میں اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی 'اخبار الاخیار' میں اُس جناب ملائک رکاب سے روایت کرتے ہیں کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: من توسل بی فی شدۃ فرجت عنہ، ومن استغاث بی فی حاجۃ قضیت لہ، ومن صلی بعدالمغرب رکعتین ثم یصلی ویسلم علی النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم یخطوا الیٰ جھۃ العراق احدی عشرۃ خطوۃ یذکر فیھا اسمی قضیٰ اللّٰہ حاجۃ. (بہجۃ الاسرار، ص:۱۹۷، ذکر فضل اصحابہ) جو کسی سختی میں مجھ سے توسل کرتا ہے وہ سختی اُس کی دور ہوجاتی ہے، اور جو کسی حاجت میں مجھ سے فریاد کرتا ہے وہ حاجت اُس کی برآتی ہے، اور جو بعد نماز مغرب دو رکعتیں پڑھے، پھر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجے، پھر عراق کی طرف گیارہ قدم چلے، ہر قدم پر میرا نام لیتا جائے، اللہ تعالیٰ اُس کی حاجت روا فرمائے...... فرمود ہرگاہ از خدا چیزے خواہید بوسیلۂ من خواہید تا خواہش شما باجابت رسد، وفرمود ہر کہ استعانت کند بمن در کربتے کشف کردہ شود آن کربت ازو، ہر کہ منادی کند بنام من در شدتے کشادہ شود آن شدت ازو، ہر کہ وسیلۂ کند بمن بسوئے خدا در حاجتے قضا کردہ شود آن حاجت مراورا، فرمود کسے کہ دو رکعت نماز گزارد و بخواند در ہر رکعت بعد از فاتحہ سورۂ اخلاص یازدہ بار بعد ازاں درود بفرستد بر پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد از سلام یازدہ بار بخواند آن سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را بعد ازاں یازدہ گام بجانب عراق بردد و نام مرا گیرد و حاجت خود را از درگاہ خداوندی بخواہد حق تعالیٰ آں حاجت اورا قضا گرداند بمنہٖ وکرمہٖ۔ (اخبار الاخیار، ص:۱۹، فضائل سیدنا عبدالقادر جیلانی) امام اہلِ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قلبِ مبارک حضور غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عشق وادب سے کس قدر لبریز تھا دیکھنے اور پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے، فرماتے ہیں: سچ ہے، سچ ہے، اے مصطفیٰ کے

Scanned by CamScanner

بیٹے! ہم تیرے ارشاد پر یقین لائے۔ الغیاث الغیاث، یاسیدی الغیاث۔

غوث اعظم بمن بے سروساماں مددے　　　قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

اے عزیز! سادات صوفیائے کرام کہ ائمہ باطن وحضار مواطن ہیں۔ ان امور کو اپنے مشاہدے سے بیان فرماتے ہیں، اور علما شرع ان سے بہ تسلیم وتائید پیش آتے ہیں۔ آنکھوں والوں نے دیکھ کر جانا، ماننے والوں نے سن کر مانا، حرمان نشانہ وہ جسے نہ یہ ملا نہ وہ۔ اے مدعی کج فہم کہنہ تختہ مشق وہم، کیوں بہ چشم خشم نگراں ہے، چھوڑ کہ تیرا دست تعنت میرے دامن پر گراں ہے، سمجھا نہ سمجھا عبث اُلجھا، بے وجہ جھگڑا ناحق بگڑا، خدا کو مان روئے سخن اپنی طرف نہ جان، بیگانہ وار ادھر نہ گذر، مجلس یاراں منغص نہ کر، اٹھ کہ اس باطنی دفتر میں لِمَ و لانُسلِّم کا قصہ نہیں۔ ہمارے گرم تر ساغر میں فقیہ سرد وزاہد خشک کا حصہ نہیں، غوث اعظم کا ارشاد ہمارا دین ہے، اور مشاہدات صوفیہ پر کامل یقین، مور ناتواں تھے پر ہدہد سے لپٹ گئے، قسمت میں ہے تو سلیمان تک پہونچ ہی جائیں گے، ورنہ پامالیوں سے تو نجات پائیں گے، تجھے اگر یہ روش ناپسند ہے جا، انہی بوعلی وفلاطون کے کھودے ہوئے کنوؤں میں گر، یا تیرہ صدی کی تازہ بدعتوں کے بارہ باٹ راستوں میں پھر، ہمارا وقت پریشان کرنے سے کیا فائدہ؟ (مطلع القمرین، ص: ۷۶ تا ۷۸)

دیکھئے ائمہ ومحدثینِ عظام کیسے واضح الفاظ میں ادب واحترام رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا درس دیتے ہیں، عاشقِ رسول؛ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ نے بس اِسی فکر اور پیغام حق و صداقت کو دور دور تک پہونچایا، پھیلایا تو وہ متشدِد کہلائے یہ کون سی منطق ہے؟ امام احمد رضا کو متشدد کہنے والے ذرا ایک گھڑی ٹھنڈے دماغ سے اُن کی گراں قدر تحریرات ونگارشات کو پڑھ کر دیکھیں تو عیاں ہو جائے گا کہ تشدد کہاں ہے؟ اور تشدد کسے کہتے ہیں؟ کیا کتاب وسنت، سیرت وادب واخلاقِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عام کرنے کا نام ہی تشدد ہے؟ بس! اب یہ بھی تشدد ٹھہر گیا!! الامان والحفیظ

اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم کے جذبات کا اظہار ہی تشدد ہے تو ایسا تشدُّد تو ہر غلامِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہونا چاہیے۔

قارئین کرام! اِن تمام تر تفصیلات وتحریرات کی روشنی میں آپ پر یہ بات عیاں ہو چکی ہوگی کہ امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت رحم دل، سنجیدہ اور قوم مسلم کے بہت عظیم خیر خواہ تھے، اخلاقی خوبیوں سے خوب مالا مال تھے، وہ ہرگز متشدد نہ تھے، جیسا کہ خود ایک جگہ لکھتے ہیں: میں جیسا ہوں اور جس حال میں ہوں مذہب اہلِ سنت کا ادنیٰ خدمت گار اور اپنے سنی بھائیوں کا خیر خواہ ودعا گو ہوں۔ (فتاویٰ رضویہ، ص: ۱۴۱، جلد ۱۲) اپنے کلام میں یوں فرماتے ہیں۔

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے　　　ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروڑوں درود

Scanned by CamScanner

”سنی تبلیغی جماعت“ ایک تعارف

سنی تبلیغی جماعت باسنی ناگور شریف (راجستھان) تاسیس: ۱۳۹۷ھ/۱۹۷۷ء آج بفضلہٖ تعالیٰ وبکرم حبیبہ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دین وسنیت ومسلکِ اعلیٰ حضرت کی نمائندہ تحریک ہندوستان کی ایک عظیم الشان اور اکابر علما ومشائخِ اہلِ سنت کی معتمد تنظیم ہے۔ اس جماعت کو حضور مفتی اعظم راجستھان قبلہ علیہ الرحمہ کی روحانی سرپرستی و دیگر اکابر علما ومشائخِ اہلِ سنت کی تائید وحمایت اور سرپرستی حاصل ہے۔ مشائخِ اہلِ سنت و جملہ بزرگان دین واولیاے کرام کے فیضان سے یہ تحریک اپنے دعوتی، تعلیمی، تبلیغی، اصلاحی مشن میں شاہ راہِ ترقی پر گامزن ہے۔ سنی تبلیغی جماعت کا قیام ۳۸ رسال قبل پاس بانِ ملت حضرت علامہ مولانا مشاق احمد نظامی علیہ الرحمہ کی تحریک پر عمل میں آیا۔ قائدِ اہلِ سنت حضرت علامہ مولانا ظہور احمد اشرفی علیہ الرحمہ نے اس جماعت کو اپنا خونِ جگر پلایا اور حضرت مولانا غلام محمد اجملی علیہ الرحمہ کی بے لوث خدمات بھی قابلِ قدر ہیں۔ فی الحال حضرت مفتی اعظم باسنی مفتی ولی محمد رضوی صاحب قبلہ کی سربراہی وقیادت میں علماے اہلِ سنت کی ایک ٹیم سرگرم عمل ہے۔

سنی تبلیغی جماعت کیا ہے؟ نعرہ دین کا　　　بخت جاگا دین کا؛ چمکا ستارہ دین کا

سنی تبلیغی جماعت (باسنی) کا مشن اور مقصدِ اوّل یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے دیہات، قصبات، ڈھانی، گاؤں میں دین وسنیت کی شمع روشن کر کے مساجد ومدارسِ اہلِ سنت کا قیام عمل میں لاکر جہالت وبدمذہبیت کا خاتمہ کیا جائے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک! آج قریہ قریہ، گاؤں گاؤں، ڈھانی ڈھانی اس جماعت کے زیر انتظام واہتمام ۵۲۰ رمدارس ومکاتب ومساجد کا ایک مضبوط ترین نیٹ ورک ہے جہاں روز[illegible] ہزار بچے اور بچیاں دینی تعلیم وتربیت سے آراستہ وپیراستہ ہو رہے ہیں اور ہزاروں مسلمان گاؤں و دیہات میں سنی [illegible]عقیدہ عالم دین امام کی اقتدا میں نماز پنج گانہ باجماعت ادا کرتے ہیں، جس کی برکت سے عوام الناس دین وسنیت پر قائم رہ کر اپنے عقائد واعمال نماز، روزہ وغیرہ کی اصلاح کر رہے ہیں۔

سنی تبلیغی جماعت (باسنی) اپنی دینی، تبلیغی، تعلیمی خدمات کی بنا پر راجستھان کے غیور سنی مسلمانوں کے لیے مشعلِ راہ بن چکی ہے۔ جماعت کی حسنِ کارکردگی سے متاثر ہو کر اہلِ علم وارباب دولت نے راجستھان کے دیگر شہروں میں بھی سنی تبلیغی جماعت کی شاخ قائم کرلی ہے، جیسے ناگور شریف، شیرانی آباد، گوٹن، بالوترہ، سوجا شریف، سہلاؤ شریف، پالی، جیسلمیر، لاڈنوں، پیپاڑ سیٹی، میڑتہ سٹی، کمہاری وغیرہ میں سنی تبلیغی جماعت (باسنی) کے انداز وطریقِ کار کے مطابق دعوت و تبلیغ، اشاعتِ دین وسنیت اور قیامِ مدارس ومساجد کا شان دار کام ہو رہا ہے۔

سنی تبلیغی جماعت کے شعبہ جات: سنی مدارس ومساجد کا قیام، سنی اجتماع بالمقابل دیوبندی تبلیغی اجتماع، گشتی وفود علماے کرام، تحریکِ صوم وصلوٰۃ، تحریکِ عشر وزکوٰۃ، تعلیم بالغاں، مدارس شبینہ، آل راجستھان سہ سالہ سنی تعلیمی کانفرنس، آل راجستھان تنظیم المدارس، شعبۂ نشر واشاعت، پنج سالہ دینی تعلیمی نصاب کا اجرا، دیہات وقصبات میں سنی صحیح العقیدہ عالم دین امام ومدرس کا انتظام، دیگر شہروں میں جماعت ہٰذا کی شاخ کا قیام۔

زیر تعاون مدارس: 258، زیر سرپرستی وخود کفیل 245: کل مدارس: 520

Noori Mission Malegaon - www.noorimission.com

Sunni Tablighi Jama'at Basni, Nagaur, R[illegible]

Scanned by CamScanner